عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۸ .... جلد ۳۶/۹

شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ

ستمبر 2005ء

دینی مدارس زیر عتاب کیوں؟

ماہ شعبان المعظم اور شب برأت

وہ عبداللہ بھی تھے...... اور اہل اللہ بھی

لندن بم دھماکے اور دینی مدارس کا موقف

راہی ملک عدم...... حضرت مولانا حافظ احمد بخشؒ

www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: mahanamalolaak@yahoo.com

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۸ .... جلد ۲۹/۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ — حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

سرپرست: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مد ظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا احمد بخش
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۷۵۴۲۲۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

ملت اسلامیہ کے سایہ شجر کا سانحہ ارتحال	صاحبزادہ طارق محمود	3
لندن بم دھماکے اور کریک ڈاؤن	" " "	5
دینی مدارس زیر عتاب کیوں	" " "	7
لندن دھماکے اور دینی مدارس کا موقف	" " "	8
جناب سید امین گیلانیؒ بھی چل بسے	" " "	11
جناب حافظ احمد بخشؒ کی قابل رشک موت	" " "	13
حضرت مولانا اللہ وسایا کو صدمہ	" " "	14

مقالات ومضامین!

حضرت سعید بن زیدؓ	حافظ محمد اقبال رنگونی	16
خطاب حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ	ادارہ	23
ماہ شعبان المعظم اور شب برأت	مولانا محمد فاروق	33
حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	37
وہ عبداللہ بھی تھے...... اور اہل اللہ بھی	ڈاکٹر غلام مصطفی	41
راہی ملک عدم حضرت مولانا حافظ احمد بخشؒ	مولانا اللہ وسایا	45
شاعر اسلام جناب سید امین گیلانیؒ	مولانا اللہ وسایا	48

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	54
تبصرہ کتب	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

ملت اسلامیہ کے سایہ شجر کا سانحہ ارتحال!

کس کی بنی ہے اس عالم ناپائیدار میں

خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز دس برس کی طویل علالت کے بعد یکم اگست 2005ء کو اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ شاہ فہدؒ تقریباً 23 برس سعودی عرب کے فرمانروا رہے۔ ان کی وفات کے بعد سعودی خاندان کے روشن چشم و چراغ شہزادہ عبداللہ کو نیا فرمانروا مقرر کیا گیا ہے۔ جبکہ شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز کو نیا ولی عہد مقرر کیا گیا ہے۔ شاہ فہدؒ کی نماز جنازہ میں عالم اسلام کے سربراہان اور نمائندگان نے شرکت کی۔ انہیں ریاض میں ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ شاہ فہدؒ کی وفات پر پورا عالم اسلام سوگوار ہے۔ پاکستان میں سرکاری طور پر سات روز تک سوگ منانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ صدر مملکت پرویز مشرف نے شاہ فہدؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور ان کی وفات کو مسلم امہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔

ملت اسلامیہ کے عظیم رہنما شاہ فیصلؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد شاہ خالد بن عبدالعزیز نے عنان حکومت سنبھالی تھی۔ لیکن وہ جلد ہی ایک مہلک بیماری کا شکار ہو گئے۔ شاہ فیصلؒ کی المناک شہادت عالم اسلام اور بالخصوص سعودی عرب کے خلاف ایک گھناؤنی یہودی سازش تھی۔ سعودی عرب کے تیل کے ذخائر پر قبضہ اور ایک سپر پاور کی مسلح افواج کے سعودی عرب میں داخلہ کی راہ میں شاہ فیصلؒ کو رکاوٹ سمجھتے ہوئے راستہ سے ہٹانا ضروری تھا۔ شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ جب برسراقتدار آئے تو عالم اسلام میں عالمی سازشوں اور ریشہ دوانیوں پر عمل درآمد شروع ہو چکا تھا۔ ایک طرف سوویت یونین افغانستان پر قبضہ کر چکا تھا۔ اس کے خلاف ''امریکی جہاد'' بھی شروع ہو چکا تھا۔ جس میں پاکستان نے وفاداری بشرط استواری کے تحت فرنٹ لائن پر ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ اس کے خلاف پاکستان اور سعودی عرب دونوں نے ہراول دستے کے طور پر امریکی آشیرباد اور اس کی عملی سرپرستی میں ایک طویل جنگ لڑی۔ شاہ فہدؒ کے دور اقتدار میں ایران عراق جنگ تقریباً دس برس جاری رہی۔ جو عالمی سطح پر صیہونی سازش کا حصہ تھی۔ اس کا سب سے بڑا مقصد عالم اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان کی معاشی' اقتصادی اور جنگی قوت کو کمزور کرنا تھا۔ شاہ فہدؒ نے ایران کے خلاف عراق سے سمجھوتہ کیا۔ بعد ازاں عراق نے کویت پر قبضہ کیا تو سعودی عرب کے لئے امریکی افواج کا داخلہ ناگزیر ہو گیا۔ کویت سے عراق کی فوجیں تو نکل گئیں۔ لیکن سعودی عرب سے امریکی

فوج نے نہ نکلنا تھا اور نہ ہی اب تک نکلنے کی کوئی سبیل نظر آتی ہے۔

نائن الیون کے بعد عالم اسلام معتوب ٹھہرا۔ شاہ فہدؒ کی فکرمندی اور دردمندی عیاں تھی۔ لیکن عالمی حالات اور ان کی بیماری کے باعث وہ کوئی قابل قدر کردار ادا نہ کرسکے۔ جس طرح 1982ء میں عنان حکومت سنبھالنے کے بعد انہیں مختلف چیلنجوں کا سامنا تھا۔ اسی طرح موجودہ فرمانروا شاہ عبداللہ کو بھی مختلف مصائب اور پیچیدہ مسائل کا سامنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ حاکم اعلیٰ نہ صرف وسیع تجربہ رکھتے ہیں بلکہ عصر حاضر کے تقاضوں کے تحت عالمی اور بالخصوص عالم اسلام کو درپیش حساس معاملات پر ان کی گہری نظر ہے۔ شاہ فہدؒ کی طویل علالت کے دوران وہ امور سلطنت بڑی مہارت سے سرانجام دیتے رہے ہیں۔ شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز اسلام کے شیدائی اور ملت اسلامیہ کے سچے خیرخواہ کی حیثیت سے اہم مقام رکھتے ہیں۔ سعودی عرب کی آزادی' خودمختاری اور عالم اسلام کی ترقی واستحکام کے حوالے سے بھی وہ اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتے ہیں۔ نوے کی دہائی میں وہ سعودی عرب میں موجود امریکی فوج کی مخالفت کرچکے ہیں۔ اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ جذبہ حب الوطنی کے تحت کس قدر حساس ہیں۔ اطلاعات کے مطابق شاہ عبداللہ ایک مدت سے بیرونی دباؤ کے خلاف مزاحم ہیں۔ 9/11 کے بعد امریکہ سعودی عرب کے نصاب تعلیم اور بعض سیاسی تبدیلیوں پر مسلسل دباؤ ڈال رہا ہے۔ لیکن انہوں نے امریکی پالیسی کو فوری طور پر اختیار کرنے کی بجائے سعودی عرب کی مذہبی' دینی اور معاشرتی روایات کو ہی مقدم رکھا ہے۔ وہ کوئی سا فیصلہ کرنے سے قبل اپنے مفادات کے تحفظ کے حوالے سے سوچنے سمجھنے اور انہیں بطریق احسن حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان کے سابقہ کردار اور صاف گوئی کے حوالے سے توقع کی جاسکتی ہے کہ شاہ عبداللہ سعودی عرب اور عالم اسلام کے لئے اچھی قیادت ثابت ہوسکتے ہیں۔

شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ نے نامساعد حالات کے باوجود سعودی عرب کی ترقی واستحکام کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ مختلف شعبوں میں ہونے والی ترقی اس کا بین ثبوت ہے۔ شاہ فہدؒ نے اپنے دور میں سعودی عرب کو زرعی میدان میں مستحکم کیا۔ آج سعودی عرب گندم میں خودکفیل ہوچکا ہے۔ زرعی' سائنسی اور سعودی عرب میں ہونے والی اقتصادی ترقی شاہ فہد مرحوم کی ذاتی کوششوں اور دلچسپی کی مرہون منت ہے۔ شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ کی خدمات میں سنہری حروف سے لکھی جانے والی خدمت حرمین شریفین کی قابل تحسین تعمیر وتوسیع کے علاوہ حج کے وسیع تر انتظامات ہیں۔ دنیا بھر سے آنے والے حجاج کی بہتر نگہداشت اور ہر دم ان کے راحت وآرام کی خاطر جدید سہولتوں کا فراہم کرنا ان کے جذبہ خدمت اور دین سے گہری محبت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ حجاج کو مفت دیئے جانے والے خورد ونوش اور تحائف پر کندہ ''خادم حرمین شاہ فہد'' کے الفاظ دنیا بھر کے حاجیوں اور زائرین کو ان کی یاد دلاتے رہیں گے۔

شاہ فہدؒ بلاشبہ عالم اسلام کے لئے سایہ شجر دار تھے۔ انہوں نے عالم اسلام کے مسلمانوں کی فلاح اسلام کی دعوت وتبلیغ

اور دین کی نشر واشاعت کے لئے وسیع بجٹ مخصوص کر رکھا تھا۔ دنیا بھر میں پڑھا جانے والا قرآن سعودی حکومت کے اعلیٰ ذوق طبع کا واضح ثبوت ہے۔ شاہ فہدؒ اسلام کے شیدائی اور فدائی تھے۔ انہیں عقیدہ ختم نبوت سے گہری وابستگی تھی۔ سابقہ روایت کے تحت انہوں نے حرمین شریفین میں قادیانیوں کا داخلہ بند رکھا۔ کیونکہ انہیں فتنہ ارتداد سے شدید نفرت تھی۔ جب قومی پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کیا گیا تو سب سے زیادہ تشویش کا اظہار سعودی حکومت نے کیا تھا۔ سعودی حکومت اس مسئلہ پر حساس ہے کہ انہیں جب کسی قادیانی کے حرمین شریفین میں داخلہ کی مصدقہ اطلاع ملتی ہے تو سعودی حکومت فوراً حرکت میں آجاتی ہے۔ چنانچہ ماضی کے بیسیوں واقعات گواہ ہیں کہ سعودی حکومت نے نشاندہی پر قادیانیوں کو حرمین شریفین سے نکال باہر کیا۔ ہمیں امید ہے کہ شاہ عبداللہ بھی اسی پالیسی پر کاربند رہیں گے اور قادیانیوں کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انشاء اللہ!

لندن بم دھماکے اور کریک ڈاؤن!

دہشت گردی مشرق میں ہو یا مغرب میں شرعی' اخلاقی اور انسانی اقدار کے حوالے سے قابل مذمت ہے۔ لندن میں ہونے والے حالیہ بم دھماکوں پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ مسلم امہ کے خلاف متعصبانہ طرز عمل رکھنے کے باوجود عالم اسلام نے دہشت گردی کے واقعات پر گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حالیہ بم دھماکے مغرب کو جھنجوڑنے کے لئے کئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان افسوس ناک اور المناک واقعات کے بعد مغرب کا سویا ہوا ضمیر جاگ اٹھا ہے۔ لندن کے میئر کین لیونگسٹن کا بیان اعتراف عظمت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ ان کے الفاظ کو تاریخ میں بلاشبہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ لندن میئر کا حقیقت پسندانہ تبصرہ مغرب کے لئے نوشتہ دیوار ہے۔ بی بی سی کے مطابق انہوں نے کہا کہ:

”لندن دھماکوں کی ذمہ داری مغربی طاقتوں پر عائد ہوتی ہے۔ مغربی طاقتوں کی شہ پر جو کچھ مشرق وسطیٰ میں تین نسلوں کے ساتھ ہو رہا ہے اگر وہ سب کچھ ہمارے ہاں ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ ہم بھی کئی خودکش بمبار پیدا کر چکے ہوتے۔ وہ حکومتیں بھی قابل مذمت ہیں جو اپنی غیر منصفانہ خارجہ پالیسی کو آگے بڑھانے کے لئے بلاتفریق لوگوں کا قتل عام کرتی ہیں۔“

اے ایف پی کے مطابق برطانوی پولیس نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ (زمین دوز) سٹاک ویل اسٹیشن پر مشتبہ ایشائی کو گولیاں مار کر جاں بحق کیا گیا۔ وہ بے گناہ تھا اور اس کا لندن دھماکوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ یاد رہے کہ ایشائی باشندہ دوڑ کر ٹرین پکڑ رہا تھا۔ پولیس کی نظروں نے مشکوک سمجھ کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ برطانوی پولیس کے اس کردار کی جتنی تحسین کی جائے کم ہے۔ برطانوی پولیس کا یہ طرز عمل ہماری پولیس کے لئے قابل تقلید ہے۔

لندن دھماکوں کو نائن الیون کی طرح ”سیون سیون“ کا نام دیا جارہا ہے۔ اس کا نزلہ بھی پاکستان پر اتارا

گیا۔ گزشتہ کئی روز سے مدارس' مساجد اور ان سے وابستہ علماء زیر عتاب ہیں۔ پورے ملک میں دینی جماعتوں اور دینی مذہبی شخصیات کے خلاف کریک ڈاؤن کا سلسلہ جاری ہے۔ اسلام آباد میں طالبات کے مدرسہ پر پولیس کا چھاپہ اور زیر تعلیم بچیوں اور ان کی استاد معلمات کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق دوران تشدد ایک معلمہ کا حمل بھی ضائع ہوگیا۔ نیا اسلام پیش کرنے والوں کو شاید علم نہ ہوگا کہ پرانے اسلام میں ایک انسان کی موت کو پوری انسانیت کی موت قرار دیا گیا ہے۔ صدر مملکت پرویز مشرف کا دعویٰ اور عزم لائق تحسین ہے کہ وہ فرقہ واریت اور انتہا پسندی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ لیکن بصد احترام عرض ہے کہ وہ ان حقائق کو بھی جاننے کی کوشش کریں کہ فرقہ وارانہ جماعتوں کو کیونکر اور کس نے پروان چڑھایا؟۔

پاکستان کے دینی مدارس کو کئی بار مختلف زاویوں سے کھنگالا جاچکا ہے۔ وفاقی وزیر مذہبی امور سمیت خود حکومت کا اعتراف ریکارڈ پر موجود ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس دہشت گردی کے اڈے نہیں۔ آج تک کسی مدرسہ سے نہ اسلحہ' نہ سامان دہشت' نہ کوئی خطرناک دہشت گرد گرفتار ہوا۔ حالیہ جاری کریک ڈاؤن میں بھی تمام تر کوشش کے باوجود کوئی دینی مدرسہ دہشت گردی میں ملوث نہیں پایا گیا۔ دینی مدارس حکومتی ضوابط و قواعد اور ہدایات کے مطابق اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ کسی مدرسہ میں کوئی غیر ملکی طالب علم موجود نہیں۔ حکومتی قدغن' پابندیوں اور کڑی نگرانی کے باوجود پاکستان کے دینی مدارس ہی کیوں موردالزام ٹھہرائے جاتے ہیں؟۔

صدر مملکت پرویز مشرف کی حالیہ نشری تقریر اس لحاظ سے قابل تحسین ہے کہ انہوں نے پہلی بار عالمی برادری کو حقائق سے آئینہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ جب صدر مملکت کا موقف ہے کہ لندن بم دھماکوں میں پاکستانی نہیں برطانوی شہری ملوث ہے۔ برطانوی حکومت اپنے ہاں دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کرے۔'' حسن اتفاق کہ لندن خودکش دھماکوں میں ملوث حسیب نامی دہشت گرد کا حالیہ انٹرویو اور برطانوی حکومت کے دعوؤں کے بعد پاکستان کو ملوث کرنا قطعی طور پر نامناسب اقدام ہے۔ صدر مملکت کے اپنے اعتراف کے بعد ملک بھر میں مدارس و مساجد کے خلاف کریک ڈاؤن کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ نائن الیون ہو یا سیون سیون کا واقعہ۔ مبینہ حملہ آوروں میں سے کسی کا تعلق پاکستان سے نہیں۔ بہتر ہوگا کہ برطانیہ پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔ حالیہ بم دھماکوں میں ملوث دہشت گردوں کا تعلق انہی کی سرزمین سے ہے۔ حکومت کی ذورخی پالیسی غلط فہمیاں پیدا کرنے کا باعث بن رہی ہے۔ اس دعویٰ کے باوجود کہ لندن دھماکوں میں پاکستان ملوث نہیں ملک بھر میں کریک ڈاؤن کرکے کیا ہم دنیا کے سامنے یہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کر رہے کہ دہشت گردی میں ہمارا حصہ ضرور ہے۔

برطانیہ کی مختلف تنظیموں اور 65 فیصد برطانوی عوام نے حالیہ بم دھماکوں کا ذمہ دار ٹونی بلیئر کو قرار دیا ہے۔ لندن کے میئر کے علاوہ برطانیہ کے سابق وزیر جان گیلو لے ممبر برٹش پارلیمنٹ نے بھی حالیہ بم دھماکوں کی ذمہ

داری برطانوی حکومت پر ڈالی ہے۔ ایک ہم ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے اپنا منہ سرخ کر کے اپنے آپ کو ملزم ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اپنی بے گناہی دور کرنے کی بجائے گناہگار ہونے کے عملی مظاہرے کر رہے ہیں۔ جو کلمہ حق لندن میئر کہہ رہا ہے یہ موقف 58 مسلم ممالک کو اختیار کرنا چاہئے تھا۔ میئر لندن مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مسلم امہ کے دلی جذبات کی عکاسی کا حق ادا کیا ہے۔

ملک بھر میں جاری کریک ڈاؤن مساجد' مدارس پر چھاپے' علماء کی گرفتاریاں' بے ہنگم پکڑ دھکڑ حکومت اور دینی حلقوں کے درمیان بداعتمادی پیدا کرنے کی سازش ہے۔ حکومت کو دانشمندی' بصیرت' معاملہ فہمی سے کام لینا چاہئے۔ اس وقت پوری دنیا دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ کل کو خدانخواستہ مغرب کے کسی اور ملک میں ہونے والے بم دھماکوں پر عتاب کا شکار پاکستان ہی ہوگا۔ اس لئے بہتر ہے کہ حکومت زمینی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ملکی وحدت' سلامتی' امن وامان کی خاطر بہتر حکمت عملی اختیار کرے۔ جہاں تک فرقہ واریت کا تعلق ہے اسنے ہمیں بلاشبہ ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے بھی حکومت کو اس کے اسباب پر غور کرنا چاہئے۔ جس کی وجہ سے پاکستانی قوم پریشان ہے۔ مسائل طاقت وقوت سے نہیں حکمت فراست اور تدبر سے حل کئے جاتے ہیں۔

دینی مدارس زیر عتاب کیوں!

دہشت گردی کی لہر لندن کی فضاؤں کو سوگوار کرتے ہوئے نیل کے پانیوں تک پہنچ گئی۔ لندن میں جب بم دھماکے ہوئے ہمارے پڑوسی ملک کے مہمان صدر حامد کرزئی برطانیہ کے دورے پر تھے۔ ان کے پہلو میں کھڑے برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے پریس نمائندگان کو بتایا کہ ہم نے پاکستان کے مدارس کے بارے میں صدر پرویز مشرف سے بات کی ہے۔ انتہا پسندی کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ انتہا پسند اسلامی مدارس کے خلاف کارروائی خود پاکستان کے مفاد میں ہے اور ہم حکومت پاکستان کی جانب سے ان مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن کے منتظر ہیں۔ میری حکومت اس بات کو یقینی بنانے کے لئے شدت سے انتظار کر رہی ہے کہ ان مدارس میں انتہا پسندی کی تعلیم دینے والوں سے نمٹنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟۔

اخباری اطلاعات کے مطابق ملک بھر میں وسیع پیمانے پر ہونے والے کریک ڈاؤن میں مدارس اور مساجد سے متعلق 5 ہزار افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ جبکہ مختلف مدارس پر اچانک چھاپوں' سخت نگرانی اور بھرپور تلاشی کے باوجود کوئی دہشت گرد پکڑا نہیں گیا اور نہ ہی اسلحہ سازی کی کوئی فیکٹری کا سراغ ملا۔ لیکن مدارس کے خلاف تادم تحریر محاسبہ کی تحریک جاری ہے۔ صدر مملکت کی حالیہ تقریر کے بعد علمائے کرام کی گرفتاریوں اور مدارس ومساجد پر یلغار کے سلسلہ میں مزید شدت آ گئی۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ 58 سال کی آزادی کے بعد ہم نے ثابت کر دکھایا کہ ہم اپنے شاہوں کے آج بھی غلام ہیں۔ یہ تو حکم خسروی پر ایک معمولی نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ ورنہ حق غلامی میں ہم اس

سے بڑھ کر بھی اقدامات کرنے کو تیار ہیں۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ مصر کے دھماکوں میں بھی انہی بے کس مدارس کو شامل کیا جاتا۔ خدا بھلا کرے پاکستان میں متعین مصری سفیر کا جنہوں نے ہمارے دامن کو صاف رکھنے میں قابل تحسین کردار ادا کیا۔

اس وقت پوری دنیا دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ سری لنکا' چیچنیا' امریکہ' عراق' لبنان' سعودی عرب اور دنیا کے مختلف علاقوں میں 2003ء میں 450 خودکش حملے ہوئے۔ ان میں پاکستان کے مدارس کے کتنے دہشت گرد ملوث تھے؟۔ عالمی دہشت گردی میں ہمیں کیونکر ملوث کیا جاسکتا ہے۔ 1980ء میں بیروت میں ہونے والی دہشت گردی میں حملہ آوروں میں 70 فیصد عیسائی ملوث تھے۔ برطانوی وزیراعظم کا بیان قطعی طور پر مناسب نہیں۔ دھماکے لندن میں ہوں اور موردِ الزام پاکستان کے دینی مدارس کو قرار دیا جائے۔ پاکستان کے دینی مدارس کے حوالے سے تمام حکومتی ادارے' ایجنسیاں کما حقہ تحقیقات کرچکی ہیں۔ برطانوی نائب وزیر خارجہ بنفس نفیس دوسال قبل پشاور کے مدارس کا معائنہ کرچکے ہیں۔ اس سے قبل صدر مملکت نے لاہور میں ایک دینی مدرسہ کا دورہ کیا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ اپنے جسم کی آنکھوں سے مشاہدہ کرکے حقیقت حال کو جاننا چاہتے تھے۔ وزارت مذہبی امور اور وزارت داخلہ نے اپنے طور پر دینی مدارس کی چھان پھٹک کی۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے مدارس زیر عتاب ہیں اور ان سے روا رکھا جانے والا حسن سلوک دینی حلقوں کے لئے باعث تشویش بنتا جارہا ہے۔

حکومت نے دینی مدارس کے حوالے سے جو حالیہ اقدامات کئے ہیں اور جن قواعد وضوابط کی پابندی کے احکامات صادر کئے ہیں۔ سر آنکھوں پر۔ مدارس کے مہتمم حضرات یقیناً پہلے کی طرح حکومت سے تعاون کریں گے۔ لیکن محسوس ہوتا ہے کہ معاملہ یہیں تک محدود نہ رہے گا۔ بلکہ عالمی دباؤ دینی مدارس کے خلاف کچھ اور اقدامات پر حکومت کو مجبور کرے گا۔ حکومت اور دینی مدارس کے درمیان خلیج کس قدر وسیع ہوگی اسی قدر نقصان بھی ہوگا۔ دینی مدارس تعلیم وتربیت' درس وتدریس میں کلیدی کردار ادا کررہے ہیں۔

لندن دھماکے اور دینی مدارس کا موقف!

لندن میں خودکش دھماکوں کے ذریعے جو جانیں ضائع ہوئی ہیں اور خوف وہراس کی کیفیت پیدا ہوئی ہے اس سے دنیا کا ہر باشعور شخص پریشان ہے اور دنیا بھر کے امن پسند لوگ اس دہشت گردی کی مذمت کرتے ہوئے اس کا شکار ہونے والے افراد اور خاندانوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کررہے ہیں۔

پاکستان میں دینی مدارس کا سب سے بڑا فورم ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' بھی اس تشویش واضطراب میں دنیا کے امن پسند افراد اور حلقوں کے ساتھ شریک ہے اور پرامن شہریوں کے خلاف کی جانے والی اس کارروائی کی شدید مذمت کرتے ہوئے متاثرہ افراد' خاندانوں اور پوری برطانوی قوم کے ساتھ ہمدردی اور یکجہتی

کا اظہار کرتا ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی قائدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان‘ حضرت مولانا محمد حسن جان‘ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے لندن دھماکوں کی پرزور مذمت کی ہے اور انہیں عالمی امن کے لئے انتہائی خطرناک قرار دیا ہے۔ جناب حضور نبی کریم ﷺ نے حالت جنگ میں بھی بچوں‘ بوڑھوں‘ عورتوں اور جنگ سے لاتعلق افراد کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ چہ جائیکہ حالت امن میں بے گناہ شہریوں کا اس طرح خون بہایا جائے اور خوف و دہشت کی کیفیت پیدا کی جائے۔ اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لندن میں گزشتہ دنوں کئے جانے والے بم دھماکے جن کے نتیجے میں پچاس سے زائد افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور سینکڑوں زخمی ہوئے ہیں۔ امن کو سبوتاژ کرنے کی مذموم حرکت کے مترادف ہیں اور ان کی مذمت ہر ذی ہوش انسان کر رہا ہے۔

اس کے ساتھ ہی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی قیادت دو اہم امور کی طرف عالمی رائے عامہ اور بین الاقوامی حلقوں کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ ایک یہ کہ دہشت گردوں کے خلاف موجودہ عالمی جنگ کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ اور از سرنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ عالمی سطح پر دہشت گردی کی کوئی تعریف طے کئے بغیر کسی بھی گروہ کو یکطرفہ طور پر دہشت گرد قرار دے کر اس کے خلاف کی جانے والی کارروائی انصاف کے تقاضوں پر پوری نہیں اترتی اور اس سے شکوک وشبہات کم ہونے کی بجائے ان میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ان اسباب وعوامل کو نظرانداز کر دینا بھی اس مبینہ دہشت گردی کے خاتمہ کی بجائے اس کے مزید فروغ کا باعث بن رہا ہے۔ جن اسباب وعوامل کے نتیجہ میں اس مبینہ دہشت گردی نے جنم لیا ہے اور جن کی طرف عالمی طاقتوں کے سنجیدگی کے ساتھ متوجہ ہونے کی وجہ سے تشدد کی کارروائیوں کی حمایت کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی محل نظر ہے کہ لندن کے مذکورہ بم دھماکوں کی ذمہ داری کے حوالے سے پاکستان کے دینی مدارس کو عالمی میڈیا کے ذریعے بلاوجہ طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ بات ایک سے زائد بار دلائل وشواہد کے ساتھ واضح ہو چکی ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس میں کسی طرح کی کوئی فوجی تربیت نہیں دی جاتی۔ حتیٰ کہ چند ماہ قبل اسلام آباد میں دینی مدارس کے ایک بھرپور کنونشن میں پاکستان کے سابقہ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے صاف لفظوں میں اعلان کیا کہ انہوں نے اپنے دور میں پورے ملک کے مدارس کی چھان بین کرائی مگر کوئی مدرسہ بھی دہشت گردی کی تربیت میں ملوث نہیں پایا گیا۔ نیز گزشتہ دو سالوں کے دوران ملک کے درجنوں دینی مدارس پر چھاپے مارے گئے ہیں اور اچانک آپریشن کیا گیا ہے۔ لیکن کہیں بھی کوئی ہتھیار یا ٹریننگ کے آلات موجود نہیں پائے گئے۔ حتیٰ کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے حکومت کے ساتھ مذاکرات اور کھلے اعلانات کے ذریعہ متعدد بار اعلان کیا ہے کہ ملک کے کسی بھی دینی مدرسہ کے بارے میں یہ شکایت پائی جائے کہ اس میں اسلحہ کے استعمال کی ٹریننگ دی جا رہی ہے تو اس کی نشاندہی کی جائے۔ اگر اس کا ثبوت فراہم ہو گیا تو اس مدرسے کے خلاف کارروائی

میں خود وفاق بھی حکومت کے ساتھ شریک ہوگا۔ مگر اس کے باوجود دینی مدارس کو مسلسل ہدف تنقید بنایا جارہا ہے اور اس کی کردار کشی کی جارہی ہے۔

اس لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی ہائی کمان اس امر کا ایک بار پھر اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس میں صرف اور صرف تعلیم دی جاتی ہے اور قرآن وسنت کے علوم سے نئی نسل کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ تعلیم اور دینی تربیت کے سوا ان مدارس کی سرگرمیوں میں اور کوئی بات شامل نہیں ہے اور قرآن وسنت اور ان کے متعلقہ علوم کی تعلیم اور ان کے مطابق نئی نسل کی دینی تربیت کے مشن سے وفاق المدارس سر موانحراف کے لئے تیار نہیں اور اس سلسلہ میں کسی سطح پر کوئی دباؤ قبول نہیں کیا جائے گا۔ البتہ عسکری ٹریننگ اور دوسرے مذاہب کے خلاف عسکری محاذ آرائی کی فکری تربیت نہ ان مدارس میں دی جاتی ہے اور نہ ہی کسی مرحلہ میں اس کا پروگرام مدارس کے اہداف میں شامل ہے اور اس حوالہ سے وفاق المدارس کی ہائی کمان پاکستان کی حکومت اور بین الاقوامی حلقوں کو ہر قسم کی ضمانت دینے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ لندن کے خودکش دھماکوں میں مبینہ طور پر ملوث افراد کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ انہوں نے پاکستان کے بعض دینی مدارس میں تعلیم پائی ہے۔ اس لئے دینی مدارس اس مبینہ دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قطعی طور پر غیر منطقی اور غیر حقیقی بات ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں کہ خودکش دھماکوں میں کون لوگ ملوث ہیں۔ دوسرے یہ بھی کسی طریقہ سے ثابت نہیں کہ ان دہشت گردوں نے پاکستان کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کی ہے۔ جب وہ لوگ ہی معلوم نہیں تو ان کی تعلیم گاہ کیسے معلوم ہوگئی۔ اور اگر بالفرض یہ بات ثابت بھی ہوجائے کہ ان افراد نے کسی وقت پاکستان کے کسی دینی مدرسہ میں تعلیم پائی ہے تو اسے ان کی کارروائی میں مدارس کی شمولیت کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لئے کہ دنیا بھر میں مختلف حوالوں سے دہشت گردی، قتل وغارت، ڈکیتی اور سنگین جرائم میں ملوث افراد نے کہیں نہ کہیں ضرور تعلیم حاصل کی ہے اور ان میں ہاورڈ، آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد مل جائے گی۔ لیکن کسی ڈاکو اور قاتل نے اگر آکسفورڈ میں تعلیم پائی ہے تو اس کے لئے یہ نہیں کہا جاتا اور نہ کہا جاسکتا ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں ڈاکہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور اگر کسی فوج سے بھاگے ہوئے افراد مجرموں کا گروہ بنالیں تو ان کے لئے بھی اس فوج کو ذمہ دار قرار نہیں دیا جاتا۔ اس لئے چند افراد کی کارروائی کو دینی مدارس کے کھاتے میں ڈال کر دینی مدارس کے پورے نظام کو بدنام کرنے کی مہم حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

خاص طور پر اس پس منظر میں یہ بات طے ہے کہ دینی مدارس میں کسی قسم کی دہشت گردی کی تربیت نہیں دی جاتی اور ایسی کارروائی کرنے والوں نے یہ تربیت بہرحال کہیں اور سے حاصل کی ہے اور دہشت گردی کی

تربیت کے اصل سرچشموں کا بہر حال سراغ لگانے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہم دنیا بھر کے انصاف پسند حلقوں اور افراد سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ دینی مدارس کے خلاف عالمی حلقوں اور میڈیا کے اس یک طرفہ پروپیگنڈے کا نوٹس لیں اور پرامن ماحول میں اسلامی تعلیمات سے نئی نسل کو روشناس کرانے والے اداروں کو اس جارحانہ اور معاندانہ پروپیگنڈے سے بچانے کے لئے کردار ادا کریں۔

جناب سید امین گیلانی صاحبؒ بھی چل بسے!

قافلہ احرار کی آخری یادگار' حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دیرینہ رفیق' صاحب طرز ادیب نعت گو شاعر جناب سید امین گیلانی صاحبؒ گزشتہ دنوں حرکت قلب بند ہونے کے باعث انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے ایک پیغام میں ان کی ناگہانی وفات پر گہرے دکھ اور رنج والم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جناب سید امین گیلانی صاحبؒ اکابرین کی آخری نشانی تھے۔ ان کی وفات سے مجلس تحفظ ختم نبوت حمد و نعت کے پرتاثر سے محروم ہو گئی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے جناب سید امین گیلانی صاحبؒ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم ایک مخلص انسان اور عظیم نعت گو شاعر تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے ملک بھر کے دفاتر' کراچی' حیدرآباد' سکھر' ٹنڈو آدم' کوئٹہ' لاہور' گوجرانوالہ' سرگودھا' چناب نگر' اسلام آباد' پشاور' ایبٹ آباد' ملتان اور بہاول پور میں جناب سید امین گیلانی مرحوم کے ایصال ثواب اور بلندی درجات کے لئے قرآن خوانی اور دعا کروائی گئی۔

جناب سید امین گیلانی صاحبؒ نے شعور کی آنکھیں کھولتے ہی تحریک آزادی کے اکابرین سے وابستگی اختیار کی۔ مرحوم کو بلاشبہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی فقید المثال رفاقت کا اعزاز حاصل رہا۔ ماضی میں منعقد ہونے والے سیاسی و دینی اجتماعات میں جناب گیلانی صاحبؒ اپنی آواز کا جادو جگایا کرتے تھے۔ ان کی انقلابی نظمیں دلوں کو گرماتی اور روح کو تڑپاتی تھیں۔ جناب جانباز مرزاؒ' جناب سائیں محمد حیاتؒ اور جناب سید امین گیلانی صاحبؒ احرار کے مانے ہوئے شاعر تھے۔ تینوں کا انداز منفرد اور یکتا روزگار تھا۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ساری زندگی آزادی وطن کے لئے انگریز سے بغاوت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں گزری۔ جناب سید امین گیلانی صاحبؒ کی شاعری کا مرکز ومحور بھی یہی دو چیزیں رہیں۔ تعلیم کے بعد حضرت شاہ جیؒ نے اپنی تمام تر توانائیاں قادیانی فتنہ کے احتساب میں صرف کر دیں۔ جناب سید امین گیلانی مرحوم اس مشن میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے شانہ بشانہ رہے۔ انہوں نے مختلف دینی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ریل میں' جیل میں' حضر میں' سفر میں' مرحوم کو حضرت شاہ جیؒ کی رفاقت کی سعادت میسر رہی۔ اس طرح انہیں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو قریب سے دیکھنے' سننے' پرکھنے کے مواقع مسلسل میسر آئے۔ یہی وجہ ہے

کہ جناب سید امین گیلانی مرحوم حضرت شاہ جیؒ کے فرمودات اور اقوال کے امین ہیں۔ وہ بلاشبہ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شخصیت کا انسائیکلوپیڈیا تھے۔ کسی مجلس میں جناب سید گیلانی مرحوم کے سامنے حضرت شاہ جیؒ کا ذکر آ جاتا۔ پھر کیا ہوتا مرحوم کا بحر کھل جاتا:

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

جناب سید امین گیلانی صاحبؒ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا شبستان اور ان کی باتوں کا گلستان تھے۔ زنداں کے شب و روز، دار و رسن کی حکایتیں، عہد ماضی کی تلخیاں، زندہ دل احرار کے چٹکلے، حضرت شاہ جیؒ کی سحر بیانیاں، گویا مرحوم کا سینہ پوری تاریخ کا خزینہ تھا۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ جناب آغا شورش کاشمیریؒ حضرت مولانا تاج محمودؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور دیگر اکابرین کے ساتھ جناب سید امین گیلانی صاحبؒ کا گہرا تعلق تھا۔ بعض کے ساتھ عقیدت کا رشتہ تھا اور ہم عصر ہونے کے ناطے بعض کے ساتھ بے تکلفانہ دوستی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ مرحوم اپنی زندگی میں انمول یادوں کے موتیوں کی مالا تیار کر گئے۔ ان کی یادداشتیں کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔ نئی نسل پر یہ ان کا بہت بڑا احسان ہے۔

جناب سید امین گیلانی صاحبؒ نظم کے علاوہ حمد و نعت کے شاعر بھی تھے۔ نعت گوئی کے حوالے سے ان کی شاعری عشق رسالت مآب ﷺ سے عبارت تھی۔ کسی مجلس میں رحمت دو عالم ﷺ کا ذکر آتا تو جناب سید امین گیلانی مرحوم کی آنکھیں بھیگ جاتیں۔ حمد ہو یا نعت یا کسی عنوان کی نظم ان کے پڑھنے کا اپنا ایک مخصوص سٹائل تھا۔ ہزار ہا کوشش کے باوجود ان کے فرزند جناب سید سلمان گیلانی کے سوا کوئی شخص یہ انداز اختیار نہیں کر سکا۔ اثر انگیز کلام، آواز کا جادو اور منفرد انداز کی وجہ سے انہیں شاعری کی دنیا میں خصوصی مقام حاصل تھا۔ مرحوم کے بیٹے سید سلمان گیلانی کو اللہ تعالیٰ نے والد کے اوصاف و کمالات سے نوازا ہے۔ وہ بلاشبہ اپنے والد کا عکس ہیں۔

جب سلمان گیلانی نظم یا نعت پڑھتے ہیں تو ان کے عظیم والد کی جوانی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جناب سید امین گیلانی مرحوم درویش منش انسان تھے۔ ساری زندگی سادگی اور فقر و فاقہ میں گزار دی۔ ہر چھوٹے بڑے اجتماعات اور جلسوں اور کانفرنسوں میں شریک ہوتے۔ چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں باقاعدگی سے شریک ہوتے۔ قبل ازیں پبلک پارک چنیوٹ میں ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لایا کرتے تھے۔ جناب سید امین گیلانی مرحوم نے تقریباً 65 برس پر جوش کلام کے ذریعہ فکر و نظر کا انقلاب بپا کئے رکھا۔ انسانی دلوں میں عشق رسالت کی مشعلیں روشن کیں۔ 4 اگست بروز جمعرات حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانی کی دعوت پر جامعہ دار الارشاد و الاحسان فیصل آباد میں محفل حسن و قرات میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ ظہر کی نماز ادا کرنے کے

بعد بستر پر دراز ہوئے۔ ساتھی سمجھے شاید ستانے کے لئے لیٹ رہے ہیں۔ اچانک بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مبلغ ختم نبوت جناب حافظ احمد بخش شجاع آبادیؒ کی قابل رشک موت!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے سرگرم مبلغ جناب حافظ احمد بخش شجاع آبادیؒ 22 اگست 2005ء بروز پیر کو کارڈیالوجی سنٹر لاہور میں حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حافظ صاحب مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیوہ، تین بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ، مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے ایک پیغام میں جناب حافظ احمد بخش صاحبؒ کی وفات پر گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک مخلص، سرگرم اور فعال مبلغ سے محروم ہو گئی ہے۔

جناب حافظ احمد بخش شجاع آبادیؒ شجاع آباد کی نواحی بستی کے رہنے والے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور ان کے دینی علمی خاندان سے نیازمندی اور عقیدت کا تعلق تھا۔ جناب حافظ صاحبؒ بچپن میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے متاثر ہو کر نہ صرف دین کی طرف راغب ہوئے بلکہ خود کو دین کی نشر و اشاعت کے لئے وقف کر دیا اور ساتھ ہی تحریک ختم نبوت کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ جناب حافظ صاحبؒ اور ان کی اہلیہ پہلے اپنی بستی اور بعد ازاں علاقے بھر میں خدمت قرآن میں مشغول ہو گئے۔ سینکڑوں بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید حفظ کروایا اور ہزاروں کو ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم دی۔ جناب حافظ صاحبؒ اور اہلیہ محترمہ کو قرآن مجید سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ انہوں نے ساری زندگی فی سبیل اللہ یہ خدمت سرانجام دی۔ جناب حافظ احمد بخش صاحبؒ اور ان کی نیک سیرت اہلیہ کے کلام الٰہی سے عشق کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے تینوں بیٹے اور تینوں بیٹیوں کے علاوہ دو نواسے اور دو پوتے بھی قرآن مجید کے حافظ ہیں۔ انہوں نے اپنے خاندان کے اکثر بچوں اور بچیوں کو بھی قرآن مجید کا حافظ بنانے کی سعادت حاصل کی۔

جناب حافظ احمد بخش صاحبؒ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے قلبی، ذہنی تعلق اور حد درجہ عقیدت و احترام کے باعث قافلہ ختم نبوت میں شامل ہوئے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے رابطہ اور تعلق انہیں مجلس میں لے آیا۔ بعد ازاں رحیم یار خان میں جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ان کے اخلاص اور جماعتی جذبہ کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے شعبہ طعام کی نگرانی ان کے سپرد کی

جاتی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین جناب حافظ صاحبؒ کی فرض شناسی' تندہی اور سرگرمی اور خدمت وتواضع کے قائل تھے۔

جناب حافظ احمد بخش صاحبؒ کو گزشتہ برس دل کی تکلیف لاحق ہوئی۔ عارضہ قلب کے باوجود جماعتی سرگرمیوں میں برابر حصہ لیتے رہے۔ جب دل کی بیماری زیادہ بڑھی تو کچھ دن نشتر ہسپتال ملتان میں زیر علاج رہنے کے بعد مزید علاج اور چیک اپ کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری ان کے علاج معالجہ کے لئے بنفس نفیس خود موجود تھے۔ اچانک تکلیف کے باعث انہیں ادارہ امراض قلب پنجاب میں داخل کروایا گیا۔ وفات سے پہلے جناب حافظ احمد بخش صاحبؒ نے فرداً فرداً سب کو کلمہ سنایا۔ پھر کلمہ سنا۔ بیٹے کو کلمہ پڑھنے کو کہا اور خود کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ لیٹا دو۔ سر تکیہ پر آتے آتے روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ یہ شاندار موت اور قابل رشک موت اعجاز قرآن اور عقیدہ ختم نبوت سے قلبی وابستگی کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب حافظ صاحبؒ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا اللہ وسایا کو صدمہ

جماعتی احباب ورفقاء کے لئے یہ خبر انتہائی رنج والم سے سنی جائے گی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی والدہ ماجدہ مورخہ 22 اگست بروز اتوار 2005ء کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا اللہ وسایا سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم برطانیہ کے انعقاد اور انتظام وانصرام کے سلسلہ میں گزشتہ ماہ برطانیہ تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا دورہ ختم کر کے کراچی پہنچے تو انہیں والدہ صاحبہ کی شدید علالت کی خبر پہنچی۔ چنانچہ جماعتی پروگرام موخر کر کے حضرت مولانا اپنے آبائی گاؤں موضع جانو والہ واقع بہاول پور روانہ ہو گئے۔ حضرت مولانا کے گھر پہنچنے کے آدھ گھنٹہ بعد ان کی والدہ ماجدہ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے داغ مفارقت دے گئیں۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب برطانیہ اور حرمین شریفین کے طویل سفر کے بعد اپنی والدہ کے جنازہ میں شریک ہو گئے اور والدہ صاحبہ کے آخری دیدار سے مشرف باد ہو گئے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا کی والدہ ماجدہ متقی' پابند صوم وصلوٰۃ اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ ان کی ڈھیروں دعاؤں کے طفیل ان کا فرزند عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی فتنہ کے تعاقب میں اندرون وبیرون ملک مقدس مشن میں سرگرداں ہے۔ جماعتی تعمیر سے تکمیل مشن کی تدبیر تک خواہ جماعتی پروگرام ہوں یا تصنیف وتالیف کا کام ہو' ملک بھر میں پھیلے مقدمات کی پیروی کا معاملہ ہو یا رفقاء سے رابطوں اور جماعتی ضابطوں کے حوالے سے حضرت مولانا اللہ وسایا کی سرگرمیاں عظیم ماں کی شبانہ روز مخلصانہ دعاؤں کا نتیجہ تھیں۔ حضرت الامیر خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' نائب امیر حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہ' ناظم اعلیٰ مجلس حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا

محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا بشیر احمدؒ کے علاوہ تمام مبلغین نے حضرت مولانا اللہ وسایا کی والدہ صاحبہ کی وفات پر گہرے دکھ، رنج والم کا اظہار کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ملک بھر کے اہم دفاتر میں حضرت مولانا اللہ وسایا کی والدہ ماجدہ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے۔ ادارہ لولاک حضرت مولانا اللہ وسایا کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ حضرت مولانا اپنی والدہ ماجدہ کے سانحہ ارتحال سے یقیناً قلبی وذہنی صدمہ سے دوچار ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور حضرت مولانا سمیت ان کے تمام خاندان اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: تبصرہ کتب

ملفوظات ان کی صحبت کے قائم مقام۔ کتاب برادر مکرم جناب حافظ محمد ریاض درانی ڈائریکٹر جمیت پبلی کیشنز کی نگرانی میں طبع ہوئی ہے۔ جلد خوبصورت، طباعت وکمپوزنگ بھی عمدہ ہے۔

متاع احتشام الحق: خصوصی شمارہ نوائے حق احتشام کراچی: صفحات: 680: قیمت درج نہیں۔

ناشر: مکتبہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی!

خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ ملک کے نامور خطیب اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بھانجے تھے۔ حضرت مولانا کا آبائی علاقہ کیرانہ ضلع مظفرنگر یوپی انڈیا تھا۔ غالباً تھانوی کی نسبت حضرت حکیم الامت سے رشتہ کی وجہ سے تھی۔ مرحوم تحریم پاکستان کے قائدین میں سے تھے۔ دارالعلوم ٹنڈو الٰہیار کے نام سے مدرسہ قائم کیا جس میں پاکستان کے نامور علمائے کرام شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ جیسی جبال العلم شخصیات جامعہ کے اولین اساتذہ مقرر ہوئے۔ حضرت مولانا نے کئی ایک تحریکوں میں جاندار کردار ادا کیا۔ بعض مسائل اور تحریکوں کے سلسلہ میں اختلاف کے باوجود انہوں نے ملک میں تبلیغ اسلام کا عظیم فریضہ سرانجام دیا۔ حضرت مولانا مرحوم کے فرزند ارجمند اور علمی جانشین حضرت مولانا تنویر الحق تھانوی نے نوائے حق احتشام کے نام سے ماہنامہ شروع کیا۔ جس میں حضرت مرحوم کی تقاریر وخطبات اور ملفوظات مسلسل شائع ہونا شروع ہوئے تو احباب نے تقاضا کیا کہ حضرت مولانا مرحوم کی سوانح حیات بھی لکھی جائے۔ چنانچہ مذکورہ کتاب حضرت مولانا مرحوم کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ جسے کئی ایک ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۔ کتاب کے مرتب حضرت مولانا محمد صدیق ارکانی ہیں۔ جنہوں نے بڑی محنت وکاوش سے کتاب کو ترتیب دیا

حافظ محمد اقبال رنگونی

حضرت سعید بن زیدؓ!

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی ۰ امابعد!

حضرت سعید بن زیدؓ آنحضرت ﷺ کے جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابی ہیں اور ان دس خوش نصیب صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جنہیں آنحضرت ﷺ نے سب کے سامنے نام لے کر جنت کی بشارت دے دی تھی۔ حضرت سعید بن زیدؓ کا سلسلہ نسب حضور ﷺ سے کعب بن لوی پر جا کر مل جاتا ہے۔ آپ کے والد زید دین فطرت پر تھے۔ آپ مشرکین مکہ کے عقائد ونظریات سے کھلے عام برأت کرتے تھے۔ حضرت زید کی آنحضرت ﷺ سے قبل دعویٰ نبوت ملاقات ہوئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ:

زید ایک مرتبہ دین حق کی تلاش میں شام کی طرف نکل پڑے۔ تو وہاں ایک یہودی عالم سے یہودیت کے بارے میں پوچھا کہ اگر یہ واقعی سچا مذہب ہے تو اسے قبول کریں۔ اس نے کہا کہ اگر تو ہمارے دین کو اپنائے تو خدا کے غضب سے نہ بچ سکے گا۔ (اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ یہودی عالم اپنے مذہب کو صحیح نہیں جانتا تھا) آپ نے کہا کہ میں تو خدا کے غضب سے بچنے کے لئے بھاگ کر آیا ہوں تو پھر سے کس طرح اس غضب کو اپنے سر لوں۔ مجھ میں اس غضب کو سہنے کی طاقت نہیں ہے۔ ہاں! تو مجھے بتا کہ میں کونسا مذہب اختیار کروں۔ اس نے جواب دیا کہ دین حنیف یعنی دین ابراہیم اختیار کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے۔ آپ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے۔ قرآن کریم میں ہے کہ:

”ماکان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما ۰“

حضرت زید وہاں سے چلے تو ان کی ملاقات ایک عیسائی عالم سے ہوئی۔ آپ نے عیسائی عالم سے دین حق دریافت کیا۔ اس نے بھی یہی بات کہی۔ آپ نے پوچھا کہ دین ابراہیم کیا ہے۔ عیسائی عالم سے جواب ملا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حنیف تھے۔ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے تھے۔ لم یکن یھودیا ولا نصرانیا ولا یعبدالا اللہ ۰ صحیح بخاری ج۱ ص۵۴۰!

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں کے سخت دشمن تھے جو غیر اللہ کی پوجا کرتے تھے اور نہ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام بتوں کے نام پر ذبح کیا ہوا کھاتے تھے اور نہ بتوں پر چڑھایا ہوا کھانا لیتے تھے۔ کان حنیفا لایعبد الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وکان یعادی من عبد من دون اللہ شیئا ولا یاکل ماذبح

علی الاصنام۰ طبقات ج۳ ص۲۹۰!

حضرت زید جب سفر سے واپس ہوئے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ:''اللهم انی اشهد انی علی دین ابراهیم۰ صحیح بخاری ج۱ ص۵٤۰ ''ترجمہ:...... ''اے خدا! میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں دین حنیف کا پیروکار ہوں۔''

چنانچہ حضرت زید دین حنیف پر پوری طرح سے ڈٹے ہوئے تھے اور مشرکین کے اعمال سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپ کھلے عام کہتے تھے کہ میں تمہارے بتوں پر چڑھایا ہوا کھاتا ہوں اور نہ ان کے نام کا ذبیحہ کھاتا ہوں اور نہ تمہارے بنائے معبودوں کو لائق پرستش سمجھتا ہوں اور نہ ہی کسی حجر شجر کو معبود بنانے کا قائل ہوں۔

حضرت زید نے ایک مرتبہ عامر بن ربیعہ سے کہا کہ میں اپنی قوم کے عقائد شرکیہ کا مخالف ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور ان کے دین کا متبع ہوں۔ انی خالفت قومی وتبعت ملت ابراهیم۰ طبقات ج۳ ص۲۹۰!

آپ کے تلبیہ میں بھی توحید کا اقرار اور شرک سے بیزاری کا اظہار ہوتا تھا۔ لبیك لا شــــــــریك لك و لا نــــدلك! آپ مشرکین مکہ کو کہتے کہ:''بھیڑ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ آسمان سے پانی اتارنے والا اللہ ہے اور زمین سے گھاس وغیرہ (بکری کی غذا) اسی نے اگایا ہے تو پھر تم کیوں ان جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو۔'' (صحیح بخاری ج۱ ص۵٤۰ طبقات ص۲۹۱)

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ کہتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت زید کو دیکھا کہ خانہ کعبہ سے ٹیک لگائے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اے قریش کے لوگو! بخدا میرے سوا تم میں سے کوئی بھی دین ابراہیم پر نہیں ہے۔ (ایضاً، ریاض النضرۃ ج۲ ص۳۳۸)

حضرت زید بچیوں کے زندہ درگور کرنے کے سخت خلاف تھے۔ جب حضرت زید کو پتہ چلتا کہ کسی جگہ ایسا ہو رہا ہے تو حضرت زید اس کے ماں باپ سے بچی مانگ لیتے تھے اور اس کی پرورش اپنے ذمہ لے لیتے تھے اور جب وہ بچی بڑی ہو جاتی تو اب چاہے تو اسے لے لو۔ چاہو تو میں اسے اپنے ہی پاس رہنے دوں۔

(صحیح بخاری ج۱ ص۵٤۰ طبقات ص۲۹۱)

حضرت زید زندگی بھر اسی دین ابراہیمی پر رہے اور اسی پر دنیا سے رخصت ہوئے۔ عامر بن ربیعہؓ کہتے ہیں کہ جب حضورﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو میں نے اسلام قبول کیا اور میں نے آپﷺ کو حضرت زید کے حالات بتائے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی اور ملت ابراہیمی کا پیرو ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی جانب رخ کر کے عبادت کرتے تھے اور میں ایک ایسے نبی کا منتظر ہوں جو

بنی اسماعیل میں سے ہوگا۔ (اور خاتم الرسول ہوگا۔ ان المبعوث الذی سیجدد دین ابراهیم ویاتی بخاتم الرسالات) مگر مجھے ایسا لگتا ہے کہ شاید میں ان کا زمانہ نہ پاسکوں گا۔ تاکہ میں ان کا دین قبول کرسکوں اور گواہی دے سکوں کہ وہ خدا کے سچے نبی ہیں۔ اے عامرؓ! اگر تو اس وقت تک زندہ رہے تو میری طرف سے ان کو سلام پہنچا دینا۔ عامر بن ربیعہؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو حضور ﷺ کو حضرت زید کا سلام پہنچایا۔ حضور ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور آپ ﷺ نے حضرت زید کے لئے دعائے رحمت کی اور فرمایا کہ میں نے انہیں جنت میں دیکھا ہے۔

فرد علیه رسول اللہ ﷺ ورحم علیه وقال قد رایته فی الجنة یسحب ذیولا۔

طبقات ابن سعد ص ۲۹۰ فتح الباری ج۷ ص ۱۸۰!

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں جنت میں گیا تو میں نے وہاں زید ابن عمروؓ کے نام کے دو بڑے درخت دیکھے۔''

حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند بہت اچھی ہے۔ یہ روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی۔ ایک روایت میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''میں نے زید ابن عمرو کو جنت میں دامن لٹکا کر (یعنی بڑے آدمیوں کی طرح نازسے) چلتے دیکھا ہے۔'' (سیرت حلبیہ ج۱ ص ۱۳۸۸ اردو)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ اور حضرت زید کے بیٹے حضرت سعید نے حضور ﷺ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ غفر اللہ له ورحمه! وہ دین ابراہیم پر دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ (فتح الباری ج۷ ص ۱۸۱)

چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا بھی فرمائی اور فرمایا کہ وہ قیامت کے دن ایک امت بن کر اٹھیں گے۔ (مستدرک حاکم ج۳ ص ۴۴۰ الاستیعاب لابن عبدالبر ص ۵ ج ۲ مع الاصابہ)

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے بعد اس دن سے اہل اسلام بھی ان کے لئے دعائے رحمت کرنے لگے تھے۔ جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن المسیبؒ آپ کے لئے یہ دعائیہ جملہ کہتے تھے: رحمه الله وغفر له۔

طبقات ج۳ ص ۲۹۱!

حضرت سعید بن زیدؓ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیت: ''والذین اجتنبو الطاغوت ان یعبدوها وأنابو الی الله لهم البشری۔ سورۃ زمر آیت: ۱۷ ''ترجمہ:...... ''اور جو لوگ بچے شیطانوں سے کہ ان کو پوجیں اور رجوع ہوئے اللہ کی طرف ان کے لئے خوشخبری ہے۔''

یہ آیت مبارکہ دور جاہلیت کے ان تین آدمیوں کے بارے میں اتری ہے جو اس دور میں بھی توحید کے قائل اور شرک سے بیزار رہے اور وہ تین اشخاص ہیں: ۱...... حضرت زید بن عمروؓ۔ ۲...... حضرت ابوذر غفاریؓ۔ ۳......

حضرت سلمان فارسیؓ۔

آنحضرت ﷺ نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو حضرت زید زندہ نہ تھے۔ لیکن آپ کے بیٹے حضرت سعید بن زیدؓ نے آپ ﷺ کی دعوت پر فوراً لبیک کہا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ حضرت سعیدؓ کی اہلیہ نے بھی ان کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت آپ دارارقم میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے۔ حضرت سعیدؓ کی اہلیہ حضرت عمر فاروقؓ کی بہن تھیں۔ جب حضرت عمرؓ کو اپنی بہن اور بہنوئی کے قبول اسلام کی خبر ملی تو وہ نہایت طیش کے عالم میں ان کے گھر آئے اور دونوں کو اس قدر مارا کہ وہ لہولہان ہو گئے۔ مگر ان دونوں نے کسی صورت اسلام چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ یہ ان کی استقامت تھی جس نے حضرت عمرؓ کو بھی ہلا کر رکھ دیا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ خود بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئے اور آپ ﷺ کی غلامی کو سعادت جانا اور کلمہ اسلام پڑھ کر حضور ﷺ کے قدموں میں آ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی ہزار رحمتیں ہوں ان دونوں میاں بیوی پر کہ جن کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو پیغمبر اعظم ﷺ کی غلامی ملی اور اسلام کو عمر فاروقؓ جیسا ہیرا نصیب ہوا۔

جب مکہ مکرمہ میں مشرکین کا ظلم حد سے بڑھنے لگا تو ہجرت کا حکم آیا۔ آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل میں حضرت سعیدؓ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔ آپ اولین مہاجرین میں سے ہیں۔ وکان سعید ابن زید من المهاجرين الاولين • استيعاب ج ٢ ص ٢!

حضرت سعید بن زیدؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مختلف غزوات اور دیگر مہمات میں شریک رہے اور آپ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں دشمنوں کی خبر لانے پر بھی متعین تھے۔ اسی سلسلے میں گو حضرت سعیدؓ معرکہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ لیکن چونکہ حضرت سعیدؓ اسی خدمت پر مامور تھے اس لئے آپ ﷺ نے انہیں اصحاب بدر میں سے جانا اور بدر کے مال کا پورا حصہ عطا فرمایا۔ اس پر حضرت سعیدؓ نے کہا کہ حضور ﷺ ہمارے اجر و ثواب کا کیا ہو گا۔ آپ ﷺ نے انہیں بشارت دی کہ اجر و ثواب بھی پورا پورا ملے گا۔ فضرب له بسهمه قال واجرى يارسول الله قال واجرك • طبراني كبير ج ١ ص ١١١!

اس کے بعد بھی حضرت سعید حضور ﷺ کے ہمراہ جنگی مہمات میں حصہ لیتے رہے اور شجاعت کے ساتھ پرچم اسلام بلند کرنے میں دوسرے صحابہ میں پیچھے نہ تھے۔

حافظ ابونعیم (۴۳۰ھ) نے حضرت سعید بن زیدؓ کا تذکرہ جس شاندار الفاظ میں کیا اسے بھی دیکھئے۔ لکھتے ہیں کہ: ”واما سعيد بن زيدؓ فكان بالحق قوالا ولما له بذالا ولهواه قامعا وقتالا ولم يكن ممن يخاف فى الله لومة لائم وكان مجاب الدعوة سبق الاسلام قبل عمر بن خطابؓ شهد بدرا بسهمه واجره رغب عن الولاية وتشمر فى الرعاية قمع نفسه وأخفى عن المنافسة

فی الدنیا شخصه اعتزل الفتنة والشرور المؤدیة الی اضیعة والغرور عازما علی السبقة والعبور المفضی الی الرفعة والحبور کان للوکایات قالیا وفی مراتب الدنیا وانیا وفی العبودیة غانیا وعن مساعدة نفسه فانیا۔ حلیة الاولیاء ج۱ ص۱۳۸“

واسلم سعید بن زیدؓ قبل ان یدخل رسول اللہ ﷺ دار الارقم وقبل ان یدعوا فیها الناس الی الاسلام وشهد سعید بن زید أحدا والخندق والمشاهد کلها مع رسول اللہ ﷺ ولم یشهد بدرا۔ مستدرک ج۳ ص۴۹۶!

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ: ”حضرت سعید بن زیدؓ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ آپ اور آپ کی بیوی نے حضرت عمرؓ سے پہلے اسلام قبول کیا اور دونوں نے ہجرت کی۔ آپ سادات صحابہ میں سے تھے۔“

(البدایہ ج۸ ص۸۲۴)

حضرت سعید بن زیدؓ علم وفضل فہم وفراست میں ایک خاص مقام کے حامل تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ حضرت سعید بن زیدؓ سے اہم امور میں ضرور مشورہ کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد کرنے کے لئے جن تین بزرگوں سے مشورہ کیا تھا ان میں سے ایک حضرت سعید بن زیدؓ بھی تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آخری وقت میں خلافت کے لئے جن چھ افراد کو منتخب کیا ان میں حضرت سعید بن زیدؓ کو شامل نہیں کیا۔ حالانکہ حضرت سعید بن زیدؓ اس وقت حیات تھے۔ چونکہ حضرت سعیدؓ حضرت عمرؓ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے اس لئے حضرت عمرؓ نے مناسب نہیں جانا کہ اپنے کسی عزیز کو خلافت کے منصب کے لئے تجویز کریں اور پھر کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع مل جائے۔ نیز حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ خلافت کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ سو حضرت عمرؓ خلافت کی عظیم ذمہ داریوں کے پیش نظر نہیں چاہتے تھے کہ ان کا کوئی عزیز یہ ذمہ داری لے اور اس سے کل قیامت کے دن باز پرس ہو جائے اور حضرت عمرؓ نے یہ بات کہہ بھی دی کہ یہ کوئی اچھی بات نہ ہوگی کہ میں اپنے کسی عزیز کے لئے خلافت کی خواہش کروں۔ اگر یہ بھلائی کی بات ہے یہ بے شک ہمیں حاصل ہو چکی ہے اور اگر یہ برائی ہے تو اس کا ہم سے دور رہنا ہی اچھا ہے۔ خاندان عمرؓ کا ایک فرد حساب وکتاب اور امت کی مسئولیت کے لئے کافی ہے۔ (عمر فاروق اعظم ص۷۱۹)

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اجنادین کے ہولناک معرکہ میں حضرت سعید بن زیدؓ شریک تھے۔ یہاں نوے ہزار کا مقابلہ بیس ہزار مجاہدین سے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ان مخلص بندوں نے نوے ہزار کو تاریخی شکست سے دوچار کیا اور دنیا نے پھر ایک مرتبہ پھر کمن فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ! کا کھلی آنکھوں نظارہ دیکھا۔

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں شام کی طرف بھیجی جانے والی فوج کا افسر آپ کو بنایا گیا۔ محاصرہ دمشق اور

یرموک کی لڑائی میں حضرت سعید بن زیدؓ نے نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں۔ (اسد الغابہ ج۲ ص ۳۷۷)

دوران جنگ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح نے انہیں دمشق کی گورنری پر مامور کیا تو حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا کہ مجھے جہاد سے محروم نہ کیجئے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ لوگ جہاد کا ثواب حاصل کریں اور میں اس سے محروم رہوں۔ اس لئے میری جگہ کسی اور کو بھیج دیجئے۔ فانی ماکنت لأوثرك واصحابك بالجهاد علی نفسی وعلی مایدنینی من مرضاة ربی فاذا اتاك کتابی هذا فابعث الی عملك من هو ارغب الیه منی ۰ ریاض النضرة ج۲ ص ۳٤۲!

ایک موقع پر جب مسلمان دشمن کے نرغہ میں آ گئے تو حضرت میسرہؓ بن مسروق نے اپنے ساتھیوں کو صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے کی تلقین فرمائی۔ اس فوج میں حضرت سعید بن زیدؓ بھی تھے۔ آپ کھڑے ہو گئے اور کہا اے میسرہؓ! اگر آپ ہمیں جنگ کی ترغیب دلانا چاہتے ہیں تو ہم پہلے ہی سے اللہ پاک کی ملاقات کے اس پیاسے شخص سے بھی زیادہ مشتاق ہیں جو ایک گھونٹ ٹھنڈے پانی کا خواہاں ہو۔ (فتوح الشام ص ۵۸۶)

فتح شام کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لائے اور اس دیار رسول ﷺ میں گوشہ نشین ہو گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت نے حضرت سعید بن زیدؓ کو تڑپا دیا تھا۔ حضرت سعیدؓ اس وقت کوفہ میں تھے۔ حضرت سعیدؓ نے وہیں مسجد میں خطاب کیا اور کہا کہ: ''اے لوگو! خدا کی قسم میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ اسلام لانے کے جرم میں حضرت عمر فاروقؓ نے مجھے باندھ دیا تھا۔ جب وہ اسلام نہیں لائے تھے۔ لیکن جو کچھ تم نے حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ کیا ہے (یعنی حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کیا ہے) اگر ان کی وجہ سے احد پہاڑ پھٹ جائے تو اس کا پھٹ جانا ہی بجا ہے۔ (صحیح بخاری ج۱ ص ۵۴۵)

جنگ بعلبک کے موقع پر دشمنوں کا ایک آدمی حضرت سعید بن زیدؓ کے پاس گفتگو کے لئے آیا تو اس نے حسب معمول حضرت سعید بن زیدؓ کو سجدہ کرنا چاہا۔ حضرت سعیدؓ نے اسے فوراً منع کر دیا کہ سجدہ صرف اللہ رب العزت کا حق ہے۔ اس میں کسی کو شریک نہیں کیا جاسکتا۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے آپ تعظیم سے کیوں روکتے ہیں۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ:

''میں اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور سجدہ اور تعظیم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں۔ یہ سن کر وہ رومی سردار کہنے لگا کہ یہی وجہ ہے کہ تم صرف ہم پر نہیں بلکہ دنیا کی دوسری تمام قوموں پر فتح حاصل کرتے چلے جارہے ہو۔'' (فتوح الشام ص ۲۴۶)

جب حضرت سعید بن زیدؓ نے دشمنوں پر قابو پالیا اور دشمنوں کا سردار ہربیس ذلیل وخوار ہو کر حضرت سعیدؓ کی خدمت میں لایا گیا تو حضرت سعیدؓ اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ ریز ہو گئے اور تضرع وزاری سے دعا کرتے ہوئے

فرمایا کہ: الحمدلله الذی ازل لنا جبائر هم وامکنا من بطارقتهم ! تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ جنہوں نے ہمارے سامنے ان کے سرکشوں کو ذلیل کر دیا ہے اور ہمیں ان کے سرداروں پر قدرت اور فوقیت عطا فرمائی ہے۔ (ایضاً ص ۲۴۷)

حضرت سعید بن زیدؓ ان بزرگوں میں سے تھے جن کی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت جلد شرف قبولیت پاتی ہیں اور حضرت سعیدؓ کے دل سے نکلی پکار اللہ تعالیٰ کے ہاں فوراً سنی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے مروان کی عدالت میں آپ پر مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ ایک ٹکڑا زمین کے متعلق تھا۔ حضرت سعیدؓ نے دعا کہ اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اسے اندھا بنا دے اور اسے اسی کی زمین میں مار دے۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ آخر کار اس عورت کی بینائی جاتی رہی اور وہ ایک دن اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ وہیں ایک گڑھے میں گر کر ہلاک ہوگئی۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۳)
وہ عورت خود بھی کہتی تھی کہ مجھے حضرت سعیدؓ کی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ اصابتنی دعوة سعید بن زيد ۔ المنتقی ۱۳۷۰!

حضرت سعید بن زیدؓ کو حضرات صحابہ کرامؓ کے خلاف ایک لفظ سننا بھی گوارا نہ تھا۔ اگر کسی کی زبان سے حضرات صحابہ کرامؓ کے خلاف کوئی لفظ سنتے تو حضرت سعیدؓ جلال میں آجاتے اور فرماتے کہ ہر وہ غزوہ کہ جس میں حضورﷺ کا کوئی صحابیؓ آپﷺ کے ساتھ رہا اور اس کے چہرے پر گرد و غبار آپﷺ کے ساتھ رہ کر آئی تم میں سے ہر ایک کے عمل سے بہت زیادہ افضل ہے۔ اگر چہ اسے عمل کے لئے عمر نوح بھی مل جائے۔ یعنی غیر صحابی باوجود لاکھ نیکیوں اور عملوں کے بھی صحابی کے قدموں کی خاک کے برابر نہیں پہنچ سکتا اور یہ بات حضرت سعیدؓ بڑوں بڑوں سے کہنے سے بھی نہیں چوکتے تھے۔

حضرت سعید بن زیدؓ کا انتقال عقیق نامی گاؤں میں ۵۱ ہجری میں ہوا۔ اس وقت حضرت سعیدؓ کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی۔ حضرت سعیدؓ کی میت مدینہ منورہ لائی گئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے آپ کو غسل دیا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ کو حنوط لگایا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے حضرت سعیدؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ واللہ اعلم! پھر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو قبر میں اتارا اور خالق حقیقی کے سپرد کر دیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ادارہ

خطاب حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند!

حضرت مرحوم دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کی تقریبات کے سلسلہ میں کراچی تشریف لائے۔ کراچی میں آپ کا خطاب اپنے قارئین کے لئے پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰ ان الدین عنداللہ الاسلام!

معزز سامعین کرام! یہ اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے۔ یہی اسلام اترا حضرت آدم علیہ السلام پر، حضرت نوح علیہ السلام پر، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر یہی دین آیا۔ شریعت میں تغیر وتبدل ہوتا رہا ہے قوموں کے مزاج اور نفسیات کے لحاظ سے۔ گویا شریعت تو ہے عملی پروگرام اور دین اسلام وہ اصول ہے۔ اس اصول کے تحت جو پروگرام ہے اس میں تبدیلیاں ہوئیں اور وہ ایسا فرق ہے کہ اگر کوئی قوم سخت مزاج ہوتی تو احکام بھی شدید آئے اور اگر قوم نرم مزاج ہوئی تو احکام بھی نرم آئے۔ مثلاً یہود چونکہ سخت مزاج قوم تھی، سرکش قسم کی تھی۔ اس لئے احکام بھی شدید قسم کے آتے رہے۔

سخت مزاج قوم کیلئے احکامات

احادیث میں آیا ہے کہ: ’’رات کو اگر کوئی چھپ کر بھی گناہ کرتا تھا تو صبح اس کی چوکھٹ پر لکھا ہوتا تھا۔ یا مثلاً نجاست لگ گئی بدن پر تو یہ کافی نہیں تھا کہ پانی سے دھو لیتے۔ کرچنا پڑتا تھا کھال کو کہ اس کا اثر زائل ہو۔ اتنی شدت تھی۔ یا مثلاً کسی نے کسی پر حملہ کیا تو انتقام لینا موسوی شریعت میں واجب تھا۔ معاف کرنا نہیں تھا۔ جس کی طرف قرآن مجید نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ’’وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص ۰ ‘‘ترجمہ:...... ’’اور لکھ دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر۔‘‘

یہ اس لئے تھا کہ قوم سخت مزاج تھی اور تکبر کا مادہ زیادہ تھا۔ بغاوت کا مادہ تھا۔ ان کے نفوس کی اصلاح ہو نہیں سکتی تھی۔ جب تک اتنے شدید احکامات نہ آتے۔

نرم مزاج قوم کیلئے احکامات

یہود کے مقابلے میں عیسائی بالکل نرم ہو گئے تھے۔ وہ ردعمل یہود کا تھا تو شریعت عیسوی علیہ السلام میں نرمی ہو گئی۔ وہاں یہ تھا کہ اگر کوئی ظلم کرے تو انتقام لینا واجب تھا اور یہاں عیسوی شریعت میں کوئی دائیں گال پر مارے تو کہو کہ بائیں پر بھی مارلو۔ معاف کرنا واجب اور انتقام لینا جائز نہیں تھا شریعت عیسوی علیہ السلام کے اندر۔

شریعت محمدی کا اعتدال

شریعت محمدی نے اعتدال قائم کیا۔ مثلاً فرمایا کہ: ’’جزاء سیئة سیئة مثلها ۰‘‘ ترجمہ:...... ’’اگر کوئی تمہارے ساتھ برائی کرے تو تمہیں برابر کا حق ہے کہ تم بھی اس کے ساتھ اتنی برائی کرو۔‘‘

لیکن اگر معاف کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا اجر ملے گا۔ تو معافی کا حق بھی دے دیا اور انتقام کا بھی۔ کیونکہ اسلام مذہب تھا ساری دنیا کی اقوام کے لئے جس میں نرم مزاج قومیں بھی ہیں اور تند قومیں بھی۔ اگر اسلام میں ہمیشہ انتقام لینا واجب ہوتا تو جنوبی ہند میں بنگال اور آسام والا اسلام قبول نہ کرتا کہ ہم تو رو دھو کر بیٹھ جائیں گے کہ بھئی کہاں کا انتقام۔ اور اگر معاف کرنا واجب ہوتا تو سرحدی پٹھان ایک بھی اسلام قبول نہ کرتا کہ بھئی اس بزدلانہ مذہب میں کوئی آئے کہ پٹ لو؟۔ اس لئے اسلام نے معافی اور انتقام دونوں کا حق دے کر اعتدال قائم کیا۔

شریعت محمدی کی سہولت

اسی طرح اگر کپڑے پر نجاست لگ جائے تو اولیٰ طریقہ یہ ہے کہ پانی سے دھولو۔ پاک ہو جائے گا۔ پانی نہ ملے تو مٹی سے صاف کرلو۔ پھر بھی پاکی حاصل ہو جائے گی۔ نہ کھال کا کھرچنا ضروری ہے اور نہ کپڑے کا قطع کرنا ضروری ہے کہ کاٹ کر پھینک دو۔

شریعت محمدی نے اتنی رعایت دی کہ اگر نجاست کپڑے پر لگ گئی تو کپڑے کے اجزا ہیں۔ مثلاً کلی ہے۔ آستین ہے۔ دامن ہے۔ اگر چوتھائی حصہ سے کم پر نجاست ہے تو نماز پڑھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پانی یا مٹی میسر نہ ہو۔ زیادہ حصہ پر نجاست لگ جائے تو پھر ضروری ہے کہ دھولو۔ اور اگر پانی یا مٹی نہ ہو اور نجاست بھی زیادہ ہو تو پھر یہ ہے کہ اندھیرے میں جا کر کپڑے اتار کر نماز پڑھ لو۔ نماز نہیں چھوڑی جائے گی۔ یہ تمام چیزیں وسعت اور سہولت کے لئے ہیں۔ پانی نہ ہو تو تیمم اس کا قائم مقام ہے۔ لیکن اگر پانی موجود ہے۔ لیکن قدرت نہیں آپ کو تو پھر تیمم واجب اور اگر پانی موجود تو ہے۔ لیکن کافر کا قبضہ ہے۔ مانگتے ہوئے غیرت آتی ہے تو شریعت محمدی میں اجازت ہے کہ تم عاجز کے حکم میں ہوتے ہوئے تیمم کر کے نماز پڑھ لو۔ کوئی ضرورت نہیں کہ تم کافر کے سامنے گڑگڑاؤ۔ یہ سب توسعات ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ’’بعثت فی الحنیفیة السعلة السمعة البیضاء لیلها ونهارها سواء۰‘‘

میں بھیجا گیا ہوں ایسی ملت دے کر جو مسامحت والی ہے۔ آزاد طبیعت کو اس نے مانا ہے۔ آزاد عقلیہ کو اس نے مانا ہے۔ رعایت کی ہے۔ سہل ہے۔ زیادہ سخت نہیں ہے۔ بیضاء روشن ہے اور روشنی میں رات اور دن اس کے برابر ہیں۔ روشنی والی ہے۔ سہولت والی ہے۔ اس طرح اسلام کو آسان بنایا ہے۔ تو منزل مقصود تو ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچنا۔ لیکن پچھلی قومیں بڑے سخت مجاہدوں سے پہنچتی تھیں۔ یہ امت محمدی تھی ضعیف۔ یہ بشریت کے بڑھاپے کا زمانہ ہے۔ اس واسطے احکام ہلکے کر دیئے گئے اور حوصلہ افزائی کی گئی۔ جیسے ہمارے ہاں دستور ہے کہ کھانے وغیرہ پر بڑے میاں کو بٹھا دیا دیگ پر کہ نگرانی کرتے رہیں گے اور بڑے میاں آرام سے بیٹھے رہیں۔ بغیر کوئی کام کاج کئے۔ لیکن شام کو سب کہتے ہیں کہ بڑے میاں کی ہمت کا کیا ٹھکانہ ہے۔ دن بھر کام کیا اور کام کیا ہلکا سا اور تحسین وآفرین زیادہ حاصل کی۔

امت انسانی کا ایام طفولیت کا زمانہ تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ جوانی کا زمانہ تھا۔ قوم عاد وثمود کا اور سراھقت کا زمانہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور اب بڑھاپے کا زمانہ ہے امت محمدیہ کا۔ یہ عالم کا باقی حصہ ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’یعنی میں اور قیامت دونوں اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ میں ذرا آگے ہوں اور قیامت پیچھے دوڑتی ہوئی آرہی ہے۔‘‘

یعنی میں آخری دور میں آیا ہوں۔ اس کے بعد قیامت ہے۔ اسی امت پر ختم ہو جائے گی دنیا۔ کوئی نئی امت نہیں آئے گی۔ کوئی نئی نبوت نہیں آئے گی۔ کوئی نئی کتاب نہیں آئے گی۔ یہی کتاب آخر تک کے لئے کافی ہوگی۔ یہی نبوت کافی ہوگی۔

ختم نبوت تکمیل ہے نہ کہ قطع نبوت

بہت سے لوگ یہاں سے یہ مغالطہ لیتے ہیں۔ خصوصاً قادیانی کہ نبوت تو ایک رحمت ہے۔ تو حضور ﷺ ایسے تشریف لائے کہ رحمت کا دروازہ بند کر دیا اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اور نبوت تو ایک روحانیت کا نام ہے اور آپ ﷺ کے آنے پر دروازہ بند نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ نبی آنے چاہئیں۔ یہ مغالطہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں ہیں۔ بلکہ تکمیل نبوت کے ہیں کہ اتنی کامل نبوت بھیجی گئی کہ اب کسی جدید نبوت کی حاجت نہیں ہے اور یہ بالکل ایسا ہے کہ جیسے رات کو ستارے نکلیں۔ کروڑوں ستارے نکل آئیں۔ چاند نکل آیا مگر دن نہیں ہوا۔ چاند ستارے سب روشنی پھیلا رہے ہیں۔ جگمگا رہے ہیں۔ مگر دن نہیں نکلا۔ آفتاب کی ذرا سی کرن چمکی تو ستارے غائب۔ اب اگر آفتاب کہے کہ: ’’انا خاتم النور۰‘‘ کہ میں ہوں نور کو ختم کرنے والا۔ تو اس کا

مطلب یہ ہے کہ میں ایسا کامل نور لایا ہوں کہ اب ستاروں کی نہیں چلے گی۔ میں ایسا کامل نور لایا ہوں کہ باقی سب ستاروں کا نور میرے اندر مدغم ہو جائے گا تو حضور ﷺ نے جو یہ دعویٰ فرمایا کہ: ’’انا خاتم النبیین ۰ ‘‘تو ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں ہیں۔ بلکہ کمال نبوت کے ہیں کہ آفتاب نبوت اتنی تیز روشنی لے کر آیا کہ آپ کے آگے کسی ستارے کا نور کافی نہیں ہوگا۔ بلکہ مدھم پڑ جائیں گے اور سب مدغم ہو جائیں گے اس میں۔ تو جب آفتاب نکلتا ہے تو یہ نہیں کہ ستاروں کا نور ختم ہو جاتا ہے۔ بلکہ مدھم پڑ جاتا ہے۔ آفتاب میں مدغم ہو جاتا ہے۔

اسلام ہی ساری اور کامل خوبیوں کا دین ہے

سابقہ مذاہب جتنا ان میں حق کا حصہ ہے وہ اسلام نے لے لیا۔ جتنا قوموں نے خلط ملت کر دیا وہ اسلام نے رد کر دیا۔ جتنی خوبیاں تھیں وہ اسلام میں جمع ہو گئیں تو نبوت محمدی ﷺ جامع النبوت ہے۔ شریعت محمدی جامع الشرائع ہے اور اسلامی کتاب قرآن مجید جامع الکتب ہے۔ اسی واسطے فرمایا گیا ہے کہ: ’’وانہ لفی زبر الاولین ۰ ‘‘ترجمہ:...... ’’یعنی پچھلی کتابوں میں بھی اسی قرآن مجید کا نور کام کر رہا تھا۔‘‘

تو رسول اللہ ﷺ کی ایک ایسی ذات بابرکات بھیج دی گئی کہ اگلوں کو بھی فیض پہنچا اور پچھلوں کو بھی۔ پچھلوں کی طرف نورانیت بڑھی تو انبیائے کرام علیہم السلام بنتے چلے گئے۔ اگلوں کی طرف بڑھی تو اولیائے کرامؒ بنتے چلے گئے۔ یہ سب ایک ہی نور کا فیض ہے۔ بعض اہل اللہ نے کچھ خواب یا نیم کشف میں دیکھا کہ دربار ہے حضرت نبی کریم ﷺ کا اور آپ ﷺ کے دائیں طرف تمام انبیائے کرام علیہم السلام جمع ہیں اور بائیں جانب اس امت کے تمام علمائے کرام جمع ہیں اور دربار بالکل مکمل ہے۔ سب مراقبہ میں گردنیں جھکائے بیٹھے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے انبیائے کرام علیہم السلام کی جماعت میں سے اور عرض کی کہ یا محمد ﷺ کیا یہ آپ ﷺ کی حدیث ہے کہ: ’’علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۰ ‘‘ترجمہ:...... ’’کہ میری امت کے علماء ایسے ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کے پیغمبر ہوتے تھے۔‘‘

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ خلجان تھا کہ کہاں نبی کہاں امتی۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک کہ امتی کو یہ کہنا کہ مشابہ ہے نبی کے تو کچھ سمجھ میں نہیں آئی تو اس لئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ ﷺ کی حدیث ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں! میری حدیث ہے۔ حالانکہ محدثین نے اس کی روایت میں کلام کیا ہے۔ سند اس کی ضعیف ہے۔ لیکن باوجود اس کے ضعیف ہونے کے علماء اس سے استدلال کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اس مضمون کی دوسری روایات میں۔ جب ایک مضمون کی روایت مختلف عنوانوں اور کئی سندوں سے آئے تو وہ حکم میں حسن کے بن جاتی ہے۔ قوت پکڑ لیتی ہے۔ یہ مضمون چونکہ اور روایتوں میں بھی ہے اس واسطے اس کی سند کا ضعف کم ہو جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں! میری حدیث

کے پاس۔ صدیق اکبرؓ نے واقعہ سنایا حنظلہ کا۔ آپ ﷺ نے پہلی بات یہ فرمائی کہ: یا حنظلة ساعة فساعة! اے حنظلہؓ ساعت بہ ساعت یہ کیفیات چڑھتی بھی ہیں اور اترتی بھی ہیں۔ اس کا خیال مت کرو۔ یہ کیفیات آنی جانی ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم نے سمندر دیکھا ہوگا۔ جب اس میں مد پیدا ہوتا ہے تو کنارے لبریز ہو جاتے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بس زمین کو نگل جائے گا یہ سمندر اور جب گھاٹا ہوتا ہے یعنی جذر تو میلوں میل خالی ہوتا ہے سمندر پانی سے۔ وجود نہیں رہتا پانی کا۔ فرمایا آپ ﷺ نے جب پانی میلوں تک نہ رہے سمندر میں۔ جب بھی پانی اتنا ہی ہے سمندر میں جتنا پہلے تھا اور جب کناروں تک لبریز ہو تو جب بھی اتنا ہی ہے جتنا پہلے تھا۔ فرق اتنا ہے کہ جب موجیں اٹھتی ہیں تموج کا زمانہ ہے تو اونچا نظر آتا ہے۔ سکون ہو جاتا ہے تو کم نظر آتا ہے۔ ایسے ہی ایمان ایک سمندر کی مانند ہے۔ میری مجلس میں رہتے ہوئے اس میں موجیں اٹھتی ہیں تو اونچا نظر آتا ہے۔ گھر کو جاتے ہو تو سکون ہو جاتا ہے۔ مگر ایمان اتنا کا اتنا ہی ہوتا ہے جتنا پہلے تھا۔ مگر یہ وسوسہ ہے اور یہی ایمان ہے۔ اگر ایمان نہ ہوتا تو اس وسوسے کو برا کیوں سمجھتے۔ یہ ایمان ہی تو برا سمجھوا رہا ہے اور یہ وسوسے تو آنی جانی چیز ہیں۔ کیسے کہہ دیا تم نے کہ ایمان نہیں ہے۔ چنانچہ وہ سب پردے ہٹ گئے۔ قلوب روشن ہو گئے۔ یہ دلوں کی کلوں کا مسئلہ تھا۔ جائز ناجائز کا مسئلہ نہیں تھا۔ قلوب کی کیفیات کا مسئلہ تھا۔

اعتدال قلوب

حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنے اصحابؓ کی نگرانی فرماتے تھے کہ گھروں میں کیا کر رہے ہیں تو صدیق اکبرؓ کے مکان سے گزر ہوا تو آہستہ قرآن پڑھ رہے تھے کہ کان لگا کر سننا بھی مشکل۔ آپ ﷺ آگے تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ کے مکان سے گزرے تو حضرت عمرؓ اتنے زور زور سے پڑھ رہے تھے کہ سارا محلہ گونج رہا تھا۔ اگلے دن دربار نبوت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا! اے ابوبکرؓ تم اتنا آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے کہ سنائی بھی نہ دے۔ فرمایا! یارسول اللہ ﷺ میں تو اس ذات کو سنا رہا تھا جو بہری ہے نہ اندھی۔ وہ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ تو دلوں کی کھٹک سے واقف ہے تو مجھے چلانے کی کیا ضرورت۔ دل دل میں پڑھیں جب بھی وہ سنے۔ حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ تم کیوں اتنا زور زور سے پڑھ رہے تھے؟ فرمایا! یارسول اللہ ﷺ سوتوں کو جگا رہا تھا اور شیطانوں کو بھگا رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”اے عمرؓ! تم ذرا آواز کو دھیمی کرلو اور اے ابوبکرؓ! تم ذرا آواز کو اٹھالو۔ تاکہ اعتدال قائم ہو جائے۔“ یہ جائز وناجائز کی بات نہیں تھی۔ زور سے پڑھنا بھی جائز تھا اور آہستہ پڑھنا بھی۔ دلوں کی کیفیت میں اعتدال پیدا کرنا تھا۔

خدمات علماء وصوفیاء

اب احکام علمائے کرام نے اختیار کئے اور قلوب کی کیفیات کی اصلاح صوفیائے کرام نے اختیار کی۔

کو نبی آخر الزماں! تو اب یہی نبوت کافی ہوگی۔ جب آفتاب نکل آتا ہے تو مغرب تک ایک ہی آفتاب کافی ہوتا ہے اور کوئی ستارہ اس کے سامنے جم نہیں سکتا اور جب رات آئے گی تو وہ قیامت کی صبح ہوگی اور اس میں پھر ضرورت نہیں دین کی۔ ختم ہو جائے گا دین بھی اور دنیا بھی ساری ختم ہو جائے گی۔

کار نبوت سپرد علماء

تو یہی امت چلنے والی ہے آخر تک۔ اس لئے جو کام پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے وہ علماء کے سپرد کیا گیا۔ اس سے امت کی فضیلت معلوم ہوئی کہ تھے تو یہ امت کے علماء۔ مگر کام وہ کیا جو انبیائے کرام علیہم السلام کا ہوتا تھا۔ جہاں ایک عالم ربانی بیٹھ گیا لاکھوں کو رنگ دیا اس نے ایمان سے۔ لاکھوں کو رنگ دیا اس نے علم سے۔ لاکھوں کے قلوب کو درست کر دیا۔ ان میں سے جو بھی جہاں بیٹھ گیا ایک حلقہ کو ایمان والا بنا دیا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کوفہ میں ابھرے تو خراسان' ایران' افغانستان اور ہندوستان کی اکثریت حنفی بنتی چلی گئی تو کروڑوں جنت میں داخل ہو گئے اور کروڑوں داخل ہونے والے ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ کا ابتدائی قیام رہا ہے حجاز میں اور آخری عمر مصر میں گزری اور وہیں وفات بھی ہوئی تو مصر کی اکثریت بھی شافعی اور حجاز کی اکثریت بھی شافعی۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا قیام رہا ہے یمن میں اور نجد میں۔ اس لئے سب یمنی بھی حنبلی اور سب نجدی بھی حنبلی فقہ پر چل رہے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ امام دار الہجرت میں ہیں۔ وہ مدینہ منورہ میں رہے ہیں۔ تو حجاز کے مغربی علاقے الجزائر اور تیونس اکثر مالکی ہیں۔ اس لئے کہ ان کے اثرات وہاں پہنچے۔

تو ایک فقیہ بھی جہاں پہنچا کروڑوں کو رنگ دیا اس نے۔ کروڑوں کے ایمان درست کر دیئے۔ یہی حال محدثین کا ہے۔ حضرت امام بخاریؒ جہاں بیٹھ گئے ہزاروں کو محدث بنا دیا۔ حضرت امام مسلمؒ ہیں۔ حضرت امام ابوداؤدؒ ہیں۔ حضرت امام نسائیؒ ہیں۔ ایک بھی جہاں پہنچ گیا ہزاروں محدث پیدا ہو گئے۔ یہی حال متکلمین کا ہے۔ یہی صورت مفسرین کی ہے۔

فیضان قرآن

تو یہ امت آفتابوں اور ماہتابوں سے بھری ہوئی ہے۔ حدیث کو دیکھو تو بڑے بڑے محدث۔ تفسیر کو دیکھو تو بڑے بڑے مفسر۔ حضرات صوفیائے کرام کو دیکھو تو بڑے بڑے امام تصوف کے جنہوں نے دنیا کو رنگ دیا اور قلوب کی اصلاح کر دی اور فقہائے کرام کو دیکھو تو استنباط کر کے ساری شریعت کو باغ و بہار بنا دیا اور گلدستہ کی طرح پیش کیا تو واقعی یہ امت آفتابوں اور ماہتابوں سے بھری ہوئی ہے اور علم سے کتب خانے بھر دیئے اس امت نے۔ حضرت امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ کثرت تصنیف خاصیت ہے اس امت کی۔ دنیا کی کسی امت کی اس قدر تصانیف نہیں۔ یہ قرآن مجید کا غیر شعوری اثر ہے کہ سارے مصنف بن گئے۔ عربوں نے جب آکر کلام کیا تو سارے گویا بن گئے۔

عربوں نے جب آ کے علم پھیلایا تو سارے علماء بن گئے اور تصانیف شروع ہوگئیں۔ یہ درحقیقت فیض ہے قرآن کریم کا کہ شعوری اور غیر شعوری طور پر اس نے علم پھیلایا۔ علم قرآن یورپ میں سب سے پہلے فرانس میں پہنچا ہے۔ اندلس میں حکومت قائم ہوئی مسلمانوں کی تو انہوں نے یونیورسٹیاں قائم کیں تو یورپ کے لوگ پڑھنے کے لئے آئے۔ فرانس سے لوتھر نامی ایک شخص آیا جو بہت ماہر ہوکر گیا۔ اس نے واپس جا کر اسلامی فلسفہ پھیلایا۔ اس کی آواز چل پڑی تو فرانس میں اسلام پھیلا اور وہاں سے چلا ہے اسلام یورپ میں اور اس کے ہم خیال بنے ہزاروں۔

خاص علوم نبوت

تو بہر حال یورپ ہو یا ایشیاء ہو۔ قرآن کریم کی شعائیں جہاں بھی گئیں علم پھیلتا چلا گیا اور علم بھی ایسا کہ حضور ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''اوتیت العلم الاولین والآخرین · ''ترجمہ...... ''کہ اگلوں اور پچھلوں کے تمام علوم میرے سینہ میں جمع کیے گئے اور خاص جو آپ ﷺ کے علوم ہیں وہ الگ ہیں وہ خواص نبوت ہیں۔''

یہ علمائے کرام کہاں سے علم لے رہے ہیں۔ حضور ﷺ کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ ان کے گھر کا تو تھوڑا ہی ہے اور پچھلوں کا جو علم ہے وہ آپ ﷺ کے سینے میں آیا اور آپ ﷺ کو جو ذاتی علوم دیئے گئے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں جو بالکل نئے ہیں۔ نہ پچھلوں پر کھلے نہ اگلوں پر وہ بالکل الگ ہیں اور وہ نبوت کے خواص ہیں۔ تو حضور ﷺ نے وہ کتاب لا کر دی کہ اس کے ذریعہ سے علم بھی آیا۔ تعلق مع اللہ بھی پیدا ہوا۔ حقائق بھی سامنے آئے اور آدمی پہنچا دور تک۔

معجزہ دلیل نبوت

کتاب دی گئی تو علمی۔ معجزہ دیا تو کلامی۔ دنیا میں ایک عام بات ہے کہ علمی چیز عالم دین کے ختم ہو جانے سے ختم ہو جاتی ہے۔ عالم رخصت ہوا تو اس کا عمل بھی رخصت ہوا۔ اب عمل علم باقی نہیں رہا۔ لیکن عالم اٹھ جائے تو علم نہیں ختم ہوتا۔ وہ چلتا رہے گا قیامت تک۔ تو انبیائے کرام علیہم السلام کو جتنے معجزے دیئے گئے وہ عملی تھے۔ عصاء موسیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا اور ید بیضاء بھی انہیں دیا گیا۔ قمیص یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کو دی گئی۔ یہ معجزہ کہ لوہے پر ہاتھ ڈالیں تو موم ہو جائے حضرت داؤد علیہ السلام کو دیا گیا۔ احیائے موتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا۔ تو مختلف معجزات ہیں۔ مگر سب عملی۔ جب حضرات انبیائے کرام علیہم السلام رخصت ہوئے اس دنیا سے تو معجزے بھی رخصت ہوگئے۔ اس لئے کہ معجزہ ہوتا ہے دلیل نبوت۔ جب ان کی نبوت کی دلیل موجود نہیں تو آج ان کی تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ تبلیغ تو اس کی ہو جس کی حجت موجود ہے۔ اب کوئی دلیل نبوت موجود نہیں غیر مسلموں کے پاس۔

آپ ﷺ کا علمی معجزہ قیامت تک باقی

اس لئے آپ ﷺ کو معجزہ دیا گیا کلامی کہ وہ علم ہے۔ آپ ﷺ دنیا سے پردہ فرمالیں تو علم باقی رہے گا اور وہ معجزہ ہے تو دلیل نبوت موجود ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو ہی حق ہے کہ وہ تبلیغ نبوت کریں اور کسی کو حق نہیں کہ تبلیغ کریں۔ کیونکہ ان کے پاس حجت نہیں ہے نبوت کی۔ ایسے لوگ زبردستی مبلغ بن جائیں وہ الگ چیز ہے۔ مگر دلیل حجت سے مبلغ نہیں بن سکتے کہ دلیل نبوت ان میں موجود نہیں۔

تو بہرحال آپ ﷺ کو معجزہ دیا گیا علمی اور کلامی اور علم باقی رہ جاتا ہے عالم کے پردہ کر جانے کے بعد بھی۔ لیکن عمل ختم ہو جاتا ہے عالم کا۔ تو سب معجزات دلیل نبوت ختم ہوگئے۔ علمی معجزہ باقی رہا تو قیامت تک دلیل موجود ہے حضور ﷺ کی نبوت کی۔ قیامت تک تبلیغ بھی ہوتی رہے گی اس کی۔ تو فرمایا:

’’اوتیت العلم الاولین والآخرین ۰‘‘ ترجمہ:…’’یعنی اگلوں اور پچھلوں کے علوم مجھے دیئے گئے۔‘‘

اس لئے وہ علم منتقل ہو رہا ہے علمائے کرام کے ذریعہ سے۔ علمائے کرام نے مدارس قائم کئے تو یہاں ظاہری اسباب ہیں مدارس اور حضرات صوفیائے کرام کے ذریعہ سے باطنی دولت بٹ رہی ہے۔ وہ (صوفیائے کرام) قلوب کی اصلاح فرما رہے ہیں اور یہ (علمائے کرام) اخلاق درست کر رہے ہیں۔

علم ظاہری و باطنی

تو حضور نبی کریم ﷺ کا علم ظاہری پھیلا علمائے کرام کے ذریعے اور علم باطنی پھیلا حضرات صوفیائے کرام کے ذریعے۔ علماء قالب کی اصلاح کرتے ہیں اور صوفیا قلوب کی۔ حضور ﷺ کی مجلس میں یہ دونوں کام ہوتے تھے۔ ایک طرف مسائل بیان ہو رہے ہوتے کہ یہ حلال‘ یہ حرام‘ یہ جائز‘ یہ ناجائز‘ یہ مستحسن‘ یہ غیر مستحسن‘ یہ روا اور یہ ناروا۔ تو دوسری طرف دلوں کی کلیں درست کی جارہی ہوتیں کہ کیفیت دل میں یہ نہیں آنی چاہئے۔ وسوسے یہ نہیں آنے چاہئیں۔ ہر ایک آرہا ہے اور پوچھ رہا ہے۔

حضرت حنظلہؓ کا واقعہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ جارہے تھے کہ حضرت حنظلہؓ ملے۔ پوچھا حنظلہؓ کیا حال ہے؟۔ بولے حنظلہؓ کا حال مت پوچھ۔ حنظلہؓ منافق ہو چکا ہے۔ اس میں ایمان باقی نہیں رہا۔ پوچھا یہ کیا بات ہوئی؟۔ تم تو صحابی رسول ﷺ ہو۔ تم منافق کہاں؟۔ انہوں نے کہا جب حضور ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں تو گویا جنت دوزخ آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ جب گھر جاتے ہیں تو وہ بات نہیں رہتی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا یہی حال میرا ہے کہ مجلس مبارک میں جو کیفیت ہوتی ہے گھر جا کر تو رہتی نہیں۔ تو اگر یہ روگ ہے تو چلو اس کا علاج کرائیں۔ حاضر ہوئے حضور ﷺ

کے پاس۔ صدیق اکبرؓ نے واقعہ سنایا حنظلہؓ کا۔ آپ ﷺ نے پہلی بات یہ فرمائی کہ: یا حنظلة ساعة فساعة! اے حنظلہؓ ساعت بہ ساعت یہ کیفیات چڑھتی بھی ہیں اور اترتی بھی ہیں۔ اس کا خیال مت کرو۔ یہ کیفیات آنی جانی ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم نے سمندر دیکھا ہوگا۔ جب اس میں مد پیدا ہوتا ہے تو کنارے لبریز ہو جاتے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بس زمین کو نگل جائے گا یہ سمندر اور جب گھاٹا ہوتا ہے یعنی جذر تو میلوں میل خالی ہوتا ہے سمندر پانی سے۔ وجود نہیں رہتا پانی کا۔ فرمایا آپ ﷺ نے جب پانی میلوں تک نہ رہے سمندر میں۔ جب بھی پانی اتنا ہی ہے سمندر میں جتنا پہلے تھا اور جب کناروں تک لبریز ہو تو جب بھی اتنا ہی ہے جتنا پہلے تھا۔ فرق اتنا ہے کہ جب موجیں اٹھتی ہیں تموج کا زمانہ ہے تو اونچا نظر آتا ہے۔ سکون ہو جاتا ہے تو کم نظر آتا ہے۔ ایسے ہی ایمان ایک سمندر کی مانند ہے۔ میری مجلس میں رہتے ہوئے اس میں موجیں اٹھتی ہیں تو اونچا نظر آتا ہے۔ گھر کو جاتے ہو تو سکون ہو جاتا ہے۔ مگر ایمان اتنا کا اتنا ہی ہوتا ہے جتنا پہلے تھا۔ مگر یہ وسوسہ ہے اور یہی ایمان ہے۔ اگر ایمان نہ ہوتا تو اس وسوسے کو برا کیوں سمجھتے۔ یہ ایمان ہی تو برا سمجھوا رہا ہے اور یہ وسوسے تو آنی جانی چیز ہیں۔ کیسے کہہ دیا تم نے کہ ایمان نہیں ہے۔ چنانچہ وہ سب پردے ہٹ گئے۔ قلوب روشن ہو گئے۔ یہ دلوں کی کلوں کا مسئلہ تھا۔ جائز ناجائز کا مسئلہ نہیں تھا۔ قلوب کی کیفیات کا مسئلہ تھا۔

اعتدال قلوب

حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنے اصحابؓ کی نگرانی فرماتے تھے کہ گھروں میں کیا کر رہے ہیں تو صدیق اکبرؓ کے مکان سے گزر ہوا تو آہستہ قرآن پڑھ رہے تھے کہ کان لگا کر سننا بھی مشکل۔ آپ ﷺ آگے تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ کے مکان سے گزرے تو حضرت عمرؓ اتنے زور زور سے پڑھ رہے تھے کہ سارا محلّہ گونج رہا تھا۔ اگلے دن دربار نبوت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا! اے ابوبکرؓ تم اتنا آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے کہ سنائی بھی نہ دے۔ فرمایا! یارسول اللہ ﷺ میں تو اس ذات کو سنا رہا تھا جو بہری ہے نہ اندھی۔ وہ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ تو دلوں کی کھٹک سے واقف ہے تو مجھے چلانے کی کیا ضرورت۔ دل دل میں پڑھیں جب بھی وہ سنے۔ حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ تم کیوں اتنا زور زور سے پڑھ رہے تھے؟۔ فرمایا! یارسول اللہ ﷺ سوتوں کو جگا رہا تھا اور شیطانوں کو بھگا رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اے عمرؓ! تم ذرا آواز کو دھیمی کرلو اور اے ابوبکرؓ! تم ذرا آواز کو اٹھالو۔ تاکہ اعتدال قائم ہو جائے۔'' یہ جائز و ناجائز کی بات نہیں تھی۔ زور سے پڑھنا بھی جائز تھا اور آہستہ پڑھنا بھی۔ دلوں کی کیفیت میں اعتدال پیدا کرنا تھا۔

خدمات علماء وصوفیاء

اب احکام علمائے کرام نے اختیار کئے اور قلوب کی کیفیات کی اصلاح صوفیائے کرام نے اختیار کی۔

صوفیاء کے ہاں خانقاہیں بن گئیں اور علماء کے ہاں مدرسے بن گئے۔ جو دونوں کے لئے لازم و ملزم ہیں۔ حقیقت میں کوئی عالم اس وقت تک عالم و عارف نہیں ہو سکتا جب تک وہ ذکر و مجاہدہ کر کے اپنے قلب میں نورانیت نہ پیدا کر لے اور کوئی صوفی اس وقت تک صحیح معنی میں صوفی نہ ہوگا جب تک سنت کی پیروی اس کے اندر نہ ہو اور جائز و ناجائز کے احکام کا اس کو علم نہ ہو۔

تصوف و شریعت علوم ظاہری و باطنی

لیکن اب تصوف کے معنی تو رہ گئے باطنیت کے کہ علمائے کرام کیا جانیں' باطنی علم تو سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے۔ بھئی سینہ بہ سینہ کوئی نئی وحی آئی تمہارے پاس۔ وہی تو ہے جو حضور ﷺ لے کر آئے سینہ بہ سینہ منتقل ہوا۔ قرآن کریم میں اس کی بنیادیں موجود ہیں۔ بہر حال علم ظاہری و علم باطنی دونوں ضروری ہیں۔ تو عالم صحیح معنی اس وقت تک عالم نہ بنے گا جب تک قلب کو درست نہ کرے۔ اخلاق قلبی درست نہ ہوں۔ اگر ایک عالم ہے متکبر بھی ہے اور حاسد بھی ہے۔ وہ علم اس کو اور زیادہ نقصان پہنچائے گا اور امت کو بھی اور اگر عالم ایسا ہے کہ اس کے اخلاق پاکیزہ ہیں تو کل ہے اس میں۔ اصلاح کا جذبہ ہے تو نفع پہنچائے گا وہ عالم اخلاق کے راستے۔ اس لئے اخلاق درست کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ہمارے ہاں دیو بند میں بھی یہ طریقہ تھا کہ جب فارغ التحصیل ہو جاتا تھا تو میرے طالب عالمی کے زمانے تک یہ دستور تھا کہ سند نہ دیتے تھے۔ جب تک جماعت کے کسی عالم (صاحب باطن) کے پاس رہ کر اپنے قلب کی اصلاح نہ کرا لیتا تھا اور اپنے اخلاق درست نہ کرا لیتا سند نہیں دیتے تھے۔ اب ذرا عام ہوگئی تھی۔ اس لئے ہر قسم کے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جنہوں نے اصلاح کروالی وہ تو صاحب باطن ہیں اور جنہوں نے اصلاح نہ کروائی وہ صاحب بطن ہیں۔ دونوں ایک ہی مادہ سے۔ تو بہر حال دونوں چیزیں جمع ہونا ضروری ہیں۔ چونکہ یہ دونوں چیزیں الگ الگ نہیں ہیں۔ ظاہر و باطن ایک ہی چیز کا ہے۔ رضائی کا ایک استر نیچے کا ہے اور ایک استر اوپر کا۔ درمیان میں روئی بھری ہوئی ہے۔ یہ نہیں کہیں گے کہ یہ اوپر کا استر رضائی ہے یا نیچے کا استر رضائی ہے۔ مجموعہ دونوں استروں کا رضائی ہے۔ جب تک دونوں نہیں ملیں گے گرمی نہیں پہنچے گی۔ تو علوم کا جمع کرنا بھی ضروری ہے۔ اس واسطے قرآن کریم میں حکم فرمایا کہ: ''وذروا ظاھر الاسم وباطنه . ''ترجمہ:...... ''ظاہری گناہوں کو بھی دور کرو اور باطنی گناہوں کو بھی دور کرو۔''

ظاہری گناہ ہیں افعال کے۔ باطنی گناہ ہیں اخلاق کے۔ تو ظاہری افعال کو بھی ٹھیک کرو اور باطنی اخلاق کو بھی۔ اخلاق مانند بیج کے ہیں۔ اگر بیج صحیح ہوگا تو درخت صحیح نکلے گا اور اگر بیج کانٹے کا ہے تو کانٹے دار درخت ہی نکلے گا۔ اس پر آم نکلنے سے رہا۔ اس لئے بیج کو درست کرو۔ یعنی اخلاق کو درست کرو تو افعال اور اخلاق دونوں کی برابر تاکید کی گئی ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین!

مولانا محمد فاروق

ماہ شعبان المعظم اور شب برأت!

ماہ شعبان المعظم بڑی فضیلت والا مہینہ ہے۔ دراصل یہ رمضان المبارک کا مقدمہ ہے۔ جیسا کہ ماہ شوال المکرم رمضان المبارک کا تتمہ ہے۔ اس مہینہ کی فضیلت کے بارے میں بہت ساری احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کو کسی اور مہینے میں اتنی کثرت سے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جتنی کثرت سے آپ ﷺ ماہ شعبان المعظم میں روزے رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں لوگ عام طور پر غفلت برتتے ہیں۔ یہ مہینہ رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان میں ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں لوگوں کے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش کئے جاتے ہیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ میرے اعمال بارگاہ الٰہی میں روزے کی حالت میں پیش ہوں۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو شعبان المعظم سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے کسی ماہ میں نہیں دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سوائے چند دنوں کے پورے ماہ شعبان المعظم میں روزے رکھتے تھے۔

شب برأت کی فضیلت

اس ماہ مبارک میں ایک رات آنے والی ہے۔ جس کا نام شب برأت ہے اور یہ رات اس لحاظ سے بڑی بابرکت ہے کہ اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے گناہ گاروں کے لئے مغفرت عام ہوتی ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ... تابعینؒ... تبع تابعینؒ کے دور سے لے کر آج تک اس رات میں عبادت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔ یہ بڑی فضیلت والی رات ہے۔ اس رات میں جاگنا اور عبادت کرنا باعث اجر وثواب ہے اور اس کی خصوصی اہمیت ہے۔ اس رات میں گود سے لے کر گور تک کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شعبان المعظم کی پندرھویں رات میں وہ تمام بنی آدم لکھ دیئے جاتے ہیں جو اس سال پیدا ہوں گے اور جو اس سال مریں گے اور اسی رات میں ان کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور اسی رات میں ان کے رزق کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شب برأت رمضان المبارک سے ٹھیک دو ہفتے پہلے رکھی ہے۔ یہ درحقیقت رمضان المبارک کا

استقبال ہے۔ رمضان المبارک کی تیاری کرائی جارہی ہے کہ تیار ہو جاؤ۔ اب وہ مقدس مہینہ آنے والا ہے جس میں ہماری رحمتوں کی بارش برسنے والی ہے۔ جس میں ہم مغفرت کے دروازے کھولنے والے ہیں۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے اس رمضان المبارک کی تیاری کے لئے ایک رات ہمیں عطا کی ہے اور یہ بھی فرمادیا ہے کہ آؤ ہم تمہیں اس رات گناہوں سے پاک فرمادیں۔ تاکہ ہمارے ساتھ تمہارا تعلق صحیح معنی میں قائم ہو جائے اور جب یہ تعلق قائم ہوگا اور تمہارے گناہ دھلیں گے تو اس کے بعد تم رمضان المبارک کی رحمتوں سے صحیح معنوں میں فیضیاب ہوسکو گے۔

یہ رات چودہ شعبان المعظم کے غروب آفتاب سے لے کر پندرہ شعبان المعظم کی صبح صادق کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ اپنی مخصوص تجلیات کے ساتھ پہلے آسمان پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور غروب آفتاب سے لے کر طلوع آفتاب تک یہ اعلان ہوتا رہتا ہے کہ: ''ہے کوئی ہم سے مغفرت اور بخشش چاہنے والا کہ آج کی رات ہم اس کے گناہوں کو بخش دیں؟۔ ہے کوئی ہم سے رزق کا طالب کہ ہم اسے رزق عطا کریں؟۔ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ ہم سے عافیت طلب کرے اور ہم اسے چین وسکون عطا کریں؟۔'' وغیرہ وغیرہ! اور ساری رات یہ اعلان ہوتا رہتا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو اپنے بستر پر نہ پایا۔ میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی تو میں نے آپ ﷺ کو جنت البقیع میں پالیا۔ آپ ﷺ بڑی الحاح وزاری کے ساتھ امت کے لئے مغفرت کی دعائیں فرمارہے تھے۔ استغفار فرمارہے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے پلٹ کر دیکھا کہ عائشہؓ آئی ہوئی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ تم جانتی ہو کہ یہ کونسی رات ہے۔ ام المومنینؓ نے عرض کیا کہ اللہ ورسولہ اعلم! تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل امین تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بتلایا کہ آدھے شعبان کی یہ رات دوزخ سے بری ہونے کی رات ہے۔ معافی کی رات ہے اور آپ ﷺ کی امت کو اس رات میں قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ بخشا جاتا ہے اور یہ ایک مثال ہے۔ ورنہ مغفرت اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں بکریوں کے پالنے کا بڑا رواج تھا۔ اس زمانے میں وہ قبائل جو بکریاں پالا کرتے تھے ان میں سب سے بڑا قبیلہ بنوکلب کا قبیلہ تھا اور اس قبیلے کے پاس اتنی بکریاں تھیں جس کا کوئی شمار نہیں تھا۔ ذرا اندازہ کیجئے کہ ایک بکری کے جسم پر کتنے بال ہوتے ہیں۔ جنہیں شمار کرنا آسان نہیں۔ پھر کثیر تعداد بکریوں پر کتنے بے حساب بال ہوتے ہیں۔ ان سے بھی زیادہ تعداد میں حق تعالیٰ کا اپنے بندوں کو معاف کرنا کیسی زبردست بخشش ہے۔ اس رات میں قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ مغفرت ہوتی ہے۔

اس شب کے اعمال

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ شب برأت میں مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع

تشریف لے گئے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اس رات میں قبرستان چلا جائے اور مرحومین کو ایصال ثواب اور ان کے لئے دعائے مغفرت کر آئے تو امر مستحب ہے۔

ایک روایت میں ہے دونوں چیزوں کا ذکر ہے۔قوموا لیلھا و صوموا یومھا !حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو فرمادیا کہ آج کی رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔ دراصل یہ قیام بھی نمونہ ہے اور یہ روزہ بھی نمونہ ہے۔اس ایک رات کا قیام رمضان المبارک کی تمیں راتوں کے قیام کو آسان کردیتا ہے اور ایک دن کا روزہ ایک مہینے کے روزوں کو آسان بنادیتا ہے۔اس رات کے قیام اور دن کے روزے سے اشتیاق بڑھے گا۔ جب ایک رات کا قیام اتنالذیذ' لطیف اور سہل ہے جب اس ایک روزے میں یہ لطف ہے تو انشاءاللہ!ایک مہینے کی راتوں کا قیام اور روزے بھی بسہولت پورے ہوجائیں گے۔

خدا کی قسم!توفیقات کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔توفیقات کی بارش ہورہی ہے۔اس رات کا تانابانا نور سے بھرا ہوا ہے۔کوئی کل پرزہ ایسا نہیں جو نور سے خالی ہو۔اس رات ابر کرم جم کے برستا ہے۔اس رات کا خاصہ رحمت اور مغفرت ہے۔خدا کی قسم!اس رات میں جو بھی اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے گا' توبہ کرے گا' بخشا جائے گا' کام بن جائے گا' برأت ملے گی' محروم نہیں رہے گا۔خلاصہ یہ ہے کہ اس شب کے سلسلہ میں کل تین کام کرنے کے ہیں۔

۱......رات کا قیام۔ ۲......دن کا روزہ۔ ۳......رات کو قبرستان جا کر دعائے مغفرت کرنا۔

شب برأت کی بدعات وخرافات

محض اس رات کی خاطر گھروں کا لیپنا' پوتنا' باورچی خانہ دھونا' گھروں سے پرانا کاڑ کباڑ نکالنا' سامان تبدیل کرنا' برتن تبدیل کرنا' کپڑے بنوانا' حلوہ پکانا اور مخصوص اس رات میں نابالغ بچوں کو کھلانا۔انہیں گھر سے باہر نہ نکالنا اور چراغاں کرنا۔یہ سب قصے من گھڑت ہیں۔ان سے اسلام کا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

شب برأت میں آتش بازی کرنا جبکہ رحمت خداوندی ہر شخص کو توبہ واستغفار کی طرف بلارہی ہے درحقیقت اس نعمت کا ٹھکرانا ہے۔خوب جان لیجئے کہ آتش بازی کا سامان بنانا' اس کا بیچنا' اس کا خریدنا اور آتش بازی' پتنگوں' جاندار تصاویر اور جاندار صورتوں کے پلاسٹک کے کھلونوں کے لئے اپنے بچوں کو پیسے دینا۔ یہ سب حرام ہے۔اپنے بچوں کو اس آتش بازی کی لعنت سے بچایئے۔ ہرسال آتش بازی کی وجہ سے کئی چھتوں پر آگ لگ جاتی ہے۔کتنا نقصان ہوتا ہے۔ایک نہیں درجنوں انسان پریشان ہوتے ہیں۔لہٰذا محلے کے شرفاء محلے کے دکانداروں سے جاکر ملیں اور انہیں سمجھائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کو رزق حلال سے نوازا ہے۔آپ اپنے خون پسینے کی کمائی اپنے ہاتھوں سے جلارہے ہیں؟۔یہ عقل مندی کی بات ہے؟۔خدارا!اس غلط کام کو چھوڑ دیں۔

شب برأت سے محروم اشخاص

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ پانچ شخص اس رات کی مغفرت سے محروم رہتے ہیں۔ا......مشرک۔۲......کینہ

پرور۔۳...... ٹخنے ڈھکنے والا۔۴...... شراب پینے کا عادی۔۵...... والدین کا نافرمان۔

۱...... مشرک: جو شخص مشرک ہے۔ شرک جلی و خفی جیسا بھی شرک کرتا ہے اور اپنے شرک سے توبہ نہیں کرتا وہ آج کی رات عام مغفرت سے محروم ہو جائے گا۔ لیکن اگر مشرک توبہ کر لے تو پھر محرومی کا کوئی سوال نہیں۔

۲...... کینہ پرور: کینہ پالنے والا مخفی دشمنی میں مبتلا رہتا ہے۔ اندر ہی اندر دوسرے کا دشمن بنا ہوا ہے۔ یاد رکھئے کہ کینہ پرور نے اگر توبہ نہ کی تو وہ بھی اس رات کی عام مغفرت سے محروم ہو جائے گا۔

۳...... ٹخنے ڈھکنے والا: ٹخنے ڈھکنا اتنا بڑا گناہ ہے اور اس کی اتنی بڑی ظلمت ہے کہ ہر مسلمان مرد جو اس گناہ کا عادی ہے اور اس سے توبہ نہیں کرتا وہ بھی اس رات عام مغفرت سے محروم رہ جاتا ہے۔

۴...... شراب پینے والا: ہمیشہ شراب پینے والا بھی اس رات کی عام مغفرت سے محروم رہ جاتا ہے۔ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس عالم دنیا میں بڑی سے بڑی برائی آسانی کے ساتھ اس کے ذریعے جنم لے سکتی ہے۔ فقہاء نے جو مسائل نجاست کے بیان کئے ہیں وہی شراب کے بیان کئے ہیں۔ جس طرح پیشاب لگنے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شراب لگنے سے بھی کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے۔ یہ حرام بھی اور ناپاک بھی۔ اگر کوئی شخص شراب پینے کا عادی ہے تو وہ توبہ کر لے۔ انشاء اللہ! اس رات کی برکتوں سے محروم نہیں رہے گا۔

۵...... والدین کا نافرمان: والدین کا نافرمان بھی اس رات کی عام مغفرت سے محروم رہ جاتا ہے۔ لمحہ فکریہ ہے کہ آج اہل خانہ کے ساتھ وہ تعلق نہیں ہے جو اغیار کے ساتھ تعلق ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان والدین کا درجہ تو اپنی جگہ بہت بڑا ہے۔ اگر کسی کے ماں باپ کافر ہیں تو ان کی خدمت بھی اولاد کے ذمے ہے اور مسلمان والدین کا تو دوہرا حق ہے۔ خدمت بھی اور اطاعت بھی۔ البتہ اطاعت وہاں تک کی جائے گی جہاں تک ان کا حکم شریعت سے نہ ٹکرائے۔ اگر کوئی حکم شریعت سے ٹکراتا ہے اور وہ شریعت کی خلاف ورزی کرانا چاہتے ہیں تو نرمی اور ادب سے کہہ دیا جائے کہ ہم آپ کی یہ بات ماننے سے معذور ہیں۔ لہٰذا اگر کسی کے ناراض والدین زندہ ہیں تو انہیں راضی کر کے اس رات کی عام مغفرت کا مورد بنا جا سکتا ہے اور اگر کسی کے والدین ناراضگی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے ہیں تو آج بھی ان کو تین چیزوں کے ذریعہ راضی کیا جا سکتا ہے۔

خود صالح بن کر۔ کثرت سے ایصال ثواب کر کے۔ کثرت سے دعائے مغفرت کر کے۔ انشاء اللہ! عالم برزخ کے اندر والدین کو راضی کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رات کی قدر دانی اور اس میں عبادت کی توفیق عطا فرمائے اور منکرات سے بچائے۔ آمین!

مولانا محمد اسماعیل

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

حیات وخدمات!

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے خطابتی زندگی کا آغاز امرتسر کی ایک مسجد سے 1916ء میں کیا۔ رسوم وبدعات کے خلاف تبلیغ شروع کی اور دیکھتے دیکھتے آپ کی مسجد عوام وخواص کا مرکز بن گئی۔

تحریک خلافت

1919ء میں جب تحریک خلافت شروع ہوئی تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا اور چند دنوں میں علاقہ بھر ہی نہیں بلکہ ملکی سطح پر لیڈر بن گئے۔ علمائے کرام اور سیاسی طبقہ میں رسوخ حاصل کرلیا۔ مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ جیسے بلند پایہ خطیبوں کو حضرت شاہ جیؒ کی خطابت کا لوہا ماننا پڑا۔

مجلس احرار اسلام کا قیام

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کے مشورہ سے جناب چوہدری افضل حق ''... مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ... مولانا ظفر علی خانؒ کی سرکردگی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی صدارت میں قوم پرست علمائے کرام کا اجلاس منعقد ہوا۔ تاکہ بدیشی حکمرانوں سے گلوخلاصی کے لئے مسلمانوں میں حریت پسند تنظیم معرض وجود میں لائی جائے۔ چنانچہ 29 ستمبر 1929ء کو لاہور میں مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ اس اجلاس میں حضرت شاہ جیؒ نے جداگانہ حقوق اور انتخابات اور جداگانہ تنظیم کے نام سے عوام کو تعاون کی دعوت دی۔ چنانچہ تشکیل جماعت کے پونے دوسال بعد 11 جولائی 1931ء کو حبیبیہ ہال لاہور میں نئی فعال' مخلص' انقلابی اور اسلامی جماعت کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت چوہدری افضل حق'' نے کی۔ حضرت شاہ جیؒ کو اس کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔

تصوف اور حضرت شاہ جیؒ

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا بیعت کا پہلا تعلق حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے تھا۔ حضرت گولڑویؒ کی وفات کے بعد قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے منسلک ہوگئے اور حضرت شیخ سے اتنا تعلق بڑھا کہ شیخ مرید کے گرویدہ ہوگئے۔

حضرت شاہ جیؒ ایک انقلابی رہنما

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ وہ انقلابی رہنما تھے جن کے وجود باجود سے بیسیوں تحریکوں نے جنم لیا۔ چنانچہ تحریک کشمیر' تحریک کپورتھلہ' تحریک ختم نبوت' تحریک مدح صحابہ' تحریک بائیکاٹ انگریزی فوج میں بھرتی' تحریک جلیانوالہ باغ' تحریک ہجرت افغانستان' تحریک عدم تعاون اور قومی تعلیم' تحریک ناموس رسالت (راجپال کے خلاف) کو حضرت شاہ جیؒ کی خطابت نے جلا بخشی۔

قید و بند کی صعوبتیں

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے پوری زندگی اسلام کی سربلندی' عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور استخلاص وطن کے لئے گزار دی۔ اس ابتلاء و آزمائش کے دور میں حضرت شاہ جیؒ پر بے پناہ مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے گئے۔ حضرت شاہ جیؒ نے مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ نے تقریباً ساڑھے بارہ سال جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

زندگی کے دو مقاصد

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زندگی کے دو مقاصد تھے۔ نمبر ایک...... یہ کہ ہندوستان انگریزی تسلط سے آزاد اور پاک ہو جائے۔ نمبر دو...... یہ کہ قادیانیت کا ناپاک وجود حرف غلط کی طرح مٹ جائے۔

حضرت شاہ جیؒ انگریز سے نفرت کو جزو ایمان قرار دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ:

''میری زندگی کی صرف ایک ہی خواہش ہے کہ یا تو انگریز کو اس ملک سے نکال باہر کروں یا اس جدوجہد میں اپنی زندگی حق پر قربان کردوں۔''

ایک مرتبہ چند عقیدت مندوں نے عرض کیا کہ شاہ جیؒ اب آپ بہت ضعیف ہوگئے ہیں۔ آپ اپنے کو اس قدر مشقت میں نہ ڈالیں۔ فرمانے لگے کہ حضور علیہ السلام کی عزت و ناموس خطرے میں ہے۔ اغیار شمع رسالت بجھانے کے درپے ہیں اور آپ مجھے آرام کا مشورہ دے رہے ہیں۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ خودکشی کرلوں۔ آپ کے چھوٹے چھوٹے فقرے طباعی اور ذہانت کے ساتھ ساتھ بہت سی حقیقتیں اور دل کی صداقتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہوتے تھے۔ جن سے فہیم انسان دور تک پہنچ جاتا تھا۔ حضرت شاہ جیؒ فرماتے کہ میرے لئے جیل خانہ صرف نقل مکانی ہے۔ میں اپنے گردوپیش باغ و بہار فراہم کرلیتا ہوں اور قیدیوں گزر جاتی ہے جیسے صحراؤں سے بادل۔

حضرت امیر شریعت بے مثال خطیب

اسلام کی گزشتہ پانچ صدیوں میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسا خطیب پیدا نہیں ہوا اور

نہ ہی آئندہ ممکن نظر آرہا ہے۔ حضرت شاہ جیؒ کی خطابت توحید باری تعالیٰ' عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت واہمیت' اصحاب واہل بیت کی عظمت' فرنگی استبداد اور اس کی ذریت خبیثہ کے قلع قمع کے لئے وقف تھی۔ حضرت شاہ جیؒ کے بیان میں جادو اور کلام میں سحر تھا۔ حضرت شاہ جیؒ کے ایک ایک حرف پر لوگ سر دھنتے تھے۔ سر دھنتے تھے اور موتی چنتے تھے۔ حضرت شاہ جیؒ نے نصف صدی تک خطابت میں سیاست کی۔ حضرت شاہ جیؒ کی تمام تر سیاست اور جدوجہد برطانوی سامراج کے خلاف تھی۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی دعوت وحریت پر درمیانے طبقہ کے نوجوانوں نے لبیک کہا۔ جن سے عوامی تحریکوں میں لیڈر شپ بیدار ہوئی۔ حضرت شاہ جیؒ نے مسلمانوں میں فعال سیاسی کارکنوں کا ایک گروہ پیدا کیا جس نے برطانوی سامراج کو بستر بوریا گول کرنے پر مجبور کردیا۔ خطابت میں نئی نئی راہیں پیدا کیں۔ قیادت سے کاسہ لیس ذہن کو ختم کیا اور سیاست کو امراء کی جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی بننے سے روک دیا۔ تمام عمر موٹا ہندوستانی کھدر پہنا۔ جو ساگ ستو ملا کھالیا۔ اس معاملہ میں فقر ودرویشی کا مرقع تھے۔ حضرت شاہ جیؒ قرون اولیٰ کے صحابہ کرامؓ کے طرز زندگی کا نمونہ تھے۔

خطیبانہ خصوصیات

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تقریروں کی گرج' شاعر کے احساسات وجذبات' دریا کی روانی' پھولوں کی نزاکت ومہک' غرض کہ ہندوپاک کے شہر بہ شہر' قریہ بہ قریہ حضرت شاہ جیؒ کے خطبات ہوئے۔

امیر شریعت کا خطاب

اپریل 1930ء میں انجمن خدام الدین لاہور کا سالانہ جلسہ تھا۔ جس میں پورے ہندوستان سے تقریباً پانچ سو علمائے کرام شریک ہوئے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی صدارت میں حضرت شاہ جیؒ کی تقریر شروع ہوئی تو مجمع آہ وبکا میں مبتلا تھا۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم تقریر سن کر رو رہے ہو۔ تمہارے رونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ جب تک کہ اپنے میں سے کسی کو امیر نہ بنالو اور ابھی بنالو۔ تاکہ سب اس کے پیچھے چلیں اور دین کے لئے کام کریں۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو اس وقت امیر شریعت تسلیم کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ یوں تمام علمائے کرام نے متفقہ طور پر حضرت شاہ جیؒ کو امیر شریعت کے خطاب سے نوازتے ہوئے حضرت شاہ جیؒ کے ہاتھ پر تحفظ ختم نبوت کی بیعت کی۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس قادیان

اکتوبر 1934ء میں قادیان میں تاریخ ساز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متحدہ ہندوستان سے تمام مکاتب

فکر کے علمائے کرام نے شرکت کی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ جس سے فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے آگاہی ہوئی۔

شعبہ تبلیغ کا قیام

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں قادیان میں تحفظ ختم نبوت کا شعبہ غیر سیاسی قائم کیا گیا جس نے قیام پاکستان کے بعد مستقل جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کی شکل اختیار کر لی۔ جس کے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پہلے امیر اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ حضرت شاہ جیؒ تازیست مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر رہے۔ حضرت شاہ جیؒ نے حضرت مولانا محمد حیاتؒ کی زیر نگرانی شعبہ دار المبلغین ردقادیانیت قائم کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ایسے مناظر اور مبلغ تیار کئے گئے جو مجلس کے لئے مجلس کے اخراجات پر عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری اور اسلام کی دعوت اور تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں پورے ملک میں قادیانیت کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا گیا۔

تحریک ختم نبوت 1953ء

مرزائی جماعت کے خلیفہ مرزا محمود نے کہا کہ 1952ء ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ کم از کم ایک صوبہ بلوچستان پر ہماری حکومت قائم ہو جائے اور ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ دشمن ہمارے قدموں میں گرنے پر مجبور ہو جائے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مرزا محمود کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ 1952 تمہارا تھا جو گزر گیا۔ اب 1953ء میرا سال ہے۔ چنانچہ 1953ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک چلی۔ اگر چہ اس تحریک کو تشدد کی نظر کر کے دس ہزار آدمی شہید کر دیئے گئے لیکن شہدائے ختم نبوت کا لہو رنگ لایا اور 1974ء میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔

14 اگست 1961ء حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر فالج کا حملہ ہوا۔ جس سے بہت مضمحل ہو گئے اور 21 اگست 1961ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ لاکھوں انسانوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت شاہ جیؒ کے بڑے بیٹے اور جانشین حضرت مولانا ابوذر بخاریؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ لانگے خاں باغ کے قریب قبرستان میں حضرت شاہ جیؒ محو استراحت ہیں۔

ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جلد کی تبدیلی کے بعد جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے اور انہیں ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جا چکا ہے۔ لیکن تا حال چندہ ارسال نہیں کیا گیا۔ براہ راچندہ ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ادارہ

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ

وہ عبداللہ بھی تھے...اور...اہل اللہ بھی!

یہ الفاظ ایسی شخصیت کے بارے میں کسی دانشور نے کہے ہیں جن کو دنیا حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ! کے نام سے یاد کرتی ہے اور رہے گی۔ خانپور شہر سے چھ کلومیٹر دور ایک بستی درخواست واقع ہے۔ اس بستی کے جناب میاں محمود الدینؒ کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام محمد عبداللہ رکھا گیا جو کہ از روئے حدیث بہترین نام ہے اور اس نام کے اثرات آپ پر تا زندگی نمایاں رہے۔ آپ کے والد گرامی ایک عابد وزاہد شخص تھے اور حضرت اقدس خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوریؒ کے خادم خاص تھے۔ حضرت درخواستی ؒ! نے بچپن میں اپنے والد گرامی سے بستی درخواست میں قرآن کریم حفظ کیا۔ پھر دین پور میں حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوریؒ کے زیر سرپرستی مدرسہ صدیقیہ راشدیہ میں درس نظامی کی تکمیل کی۔ جب آپ نے درس نظامی سے فراغت حاصل کی تو حضرت میاں غلام محمد صاحب دین پوریؒ نے اپنی دستار عطا فرماتے ہوئے قرآن وسنت کی تعلیم میں مشغولیت کی ہدایت فرمائی۔

حضرت درخواستی ؒ! ایک مستعد محنتی اور جفاکش مدرس ثابت ہوئے۔ دورہ تفسیر کا آغاز آپ نے اپنی بستی درخواست ہی سے کر دیا تھا اور تقریباً ستر سال تک آپ یہ فریضہ مختلف اداروں میں ادا کرتے رہے۔ 1973ء کے سیلاب کے دوران آپ کوئٹہ تشریف لے گئے۔ سورۃ فاتحہ کی تفسیر قلات اور مختلف مقامات پر پڑھائی۔ قلات کی کلاس میں دو ہزار علمائے کرام شریک تھے۔

بندہ کی پہلی ملاقات حضرت درخواستی ؒ! سے 1960ء میں بہاول نگر عیدگاہ کے مدرسہ میں ہوئی۔ والد صاحبؒ کا تعلق حضرت درخواستی ؒ! سے بسلسلہ بیعت 1959ء میں ہو چکا تھا۔ سردی کا موسم تھا اور مدرسہ عیدگاہ میں ختم بخاری شریف تھا۔ والد صاحبؒ نے بھائی ذبیح اللہ اور ناچیز کو حضرت درخواستی ؒ! کے سامنے بیٹھا دیا اور دعا کے لئے گزارش کی۔ حضرت درخواستی ؒ! نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ اس کے بعد جب بہاول پور ایم بی بی ایس میں داخلہ ملا تو متعدد بار جمعیت طلبائے اسلام کے پروگراموں میں حضرت درخواستی ؒ! سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ جب 1980ء میں حضرت مفتی محمود صاحبؒ کا وصال ہوا تو اس وقت بندہ بہاول پور میں تعینات ہو چکا تھا۔ والد صاحبؒ کی معیت میں خانپور حاضری ہوئی اور چند دن بہاول پور بسلسلہ علاج گزارش کی۔ حضرت درخواستی ؒ! نے قبول فرمائی اور اس کے بعد اکثر حضرت درخواستی ؒ! کا قیام ہمارے غریب خانے پر ہوتا اور حضرت والد صاحب کے بارے میں فرماتے کہ میں ان کی وجہ سے آتا ہوں۔ کیونکہ یہ حضرت مفتی کفایت اللہؒ مفتی اعظم ہندوستان کے

شاگرد ہیں۔ اسی وجہ سے ہمیں حضرت درخواستیؒ کی قربت نصیب ہوئی۔

حضرت درخواستیؒ کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص ملکہ خطاب عطا فرمایا تھا۔ آپ لاکھوں کے مجمع پر بھی چھا جانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ان کا درس قرآن وحدیث کئی کئی گھنٹے جاری رہتا۔ اکثر حضرت درخواستیؒ کا وعظ عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوتا اور رات گئے تک جاری رہتا اور حاضرین کے انہاک میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ جب حضرت درخواستیؒ دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے تو مجمع میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہوتا جس کی آنکھیں پرنم نہ ہو جاتی ہوں۔ حضرت درخواستیؒ نے اپنی زندگی میں ہزاروں اجتماعات سے خطاب کیا۔ لیکن کسی جگہ بھی ایسی تقریر نہیں کی جو فرقہ واریت کے زمرے میں آتی ہو۔ وہ فرقہ واریت کے سخت خلاف تھے۔ وہ اتحاد بین المسلمین کے لئے جدوجہد فرماتے۔ آپ جمعیت علمائے اسلام کے تیس سال تک متفقہ امیر رہے۔ کئی جلسوں میں حضرت درخواستیؒ کی صرف دعا ہوتی تھی جو کہ کئی گھنٹوں پر محیط ہوتی تھی۔ جب تک آپ کی دعا ختم نہ ہوتی اس وقت تک مجمع میں سے کوئی شخص ہلتا نہیں تھا۔

1954ء کے جلسہ ختم بخاری شریف خیر المدارس ملتان میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے آپ کا تعارف حافظ الحدیث کے حوالہ سے کرایا۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت درخواستیؒ حدیث شریف کے معاملے میں اتھارٹی کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی نصائح ہمیشہ سادہ الفاظ میں ہوتی تھیں۔ اکثر بیانات میں فرماتے تھے کہ ذکر اللہ کی طرف توجہ دو۔ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ بروں کی صحبت سے بچو اور اللہ کا خوف دل میں پیدا کرو۔ شان والے نبی ﷺ کی ذات اقدس پر درود بھیجو اور شان والے نبی ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی سے بچو۔ قیامت کے دن شان والے نبی ﷺ کے وسیلے سے ہی شفاعت ہوگی اور پھر جوش میں آکر فرماتے کہ کسی کو قومی اسمبلی کی ممبری پر ناز ہے اور کسی کو وزارت اور گورنری پر ناز ہے اور کسی کو جاگیر اور محلات پر ناز ہے۔ علمائے دیوبند اور جمعیت علمائے اسلام کو خدا اور اس کی کتاب اور حدیث رسول ﷺ پر ناز ہے۔

ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت درخواستیؒ نے فرمایا کہ دینی اقدار کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ رمضان المبارک کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ ناچ گانا عام ہے۔ سینما آباد ہیں اور لوگوں کو بے حیا بنایا جا رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی توہین ہوتی ہے۔ لیکن ان سب چیزوں کا کوئی نوٹس نہیں لیتا۔ اس زندگی سے موت بہتر ہے۔ اس حالت میں جینے کا کوئی مزہ نہیں۔

حضرت درخواستیؒ اکثر فرماتے کہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں اور ملک کی انتظامیہ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے فرنگی کی سیاست نہیں آتی اور قرآن وحدیث کی سیاست کو میں چھوڑ نہیں سکتا۔ میری سیاست قرآن وسنت ہے۔ ہمیں ملک کا غدار کہا جا رہا ہے۔ ہم غدار نہیں ہے ملک کے وفادار ہیں۔ میں تو خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر دعائیں

کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرما۔ اسے ہندوؤں اور سکھوں کے شر سے محفوظ فرما۔

حضرت درخواستیؒ فرماتے کہ میرے اندر کوئی کمال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو جوہر قرآن کریم کا سینے میں رکھ دیا ہے میری کوشش ہے یہ جوہر مرتے دم تک میرے ساتھ رہے اور مرنے کے بعد قبر میں بھی ساتھ رہے۔ میں تمام امت مسلمہ سے کہتا ہوں کہ تمہیں قرآن سناتا رہوں گا اور حدیث رسول ﷺ سناتا رہوں گا۔ چاہے تم مجھے گالیاں دو اور پتھر مارو۔ میں گالیاں اور پتھر برداشت کرلوں گا مگر قرآن وحدیث سنانے سے باز نہیں آؤں گا اور قرآن وحدیث کی دعوت سے بھی باز نہیں آؤں گا۔ ایک وقت آئے گا کہ باطل ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔ تمام فرنگیوں کے نظام پست ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ محمدی نظام کو یقیناً بلند کرے گا۔

حضرت درخواستیؒ اکثر اپنے بیان میں فرماتے تھے کہ مزہ تو اللہ رب العزت کا نام لینے میں ہے۔ سب درد دل سے کہو: اللہ!...... اللہ!...... اللہ!...... میرا عقیدہ ہے کہ بادشاہوں کے تاج ایک طرف اور مدینہ منورہ کے کتوں کے پاؤں کی غبار ایک طرف۔ دینی مدارس محمدی باغ ہیں اور مساجد بہشتی باغ ہیں۔ خوش نصیب ہیں جو ان کو آباد کررہے ہیں۔ بدنصیب ہیں وہ جو ان کو اجاڑنے کے منصوبے بنارہے ہیں۔ ان باغوں کو مٹانے والے مٹ جائیں گے۔ یہ قائم ودائم رہیں گے۔ انشاء اللہ!

درس تفسیر وحدیث میں حضرت درخواستیؒ کا انہماک دیدنی ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیت انگیز فہم عطا فرمایا تھا۔ جب آپ بیان فرماتے ایسے لگتا جیسے ایک علم کا دریا موجزن ہے۔ درس کے دوران آپ ادب کا بہت لحاظ کرتے تھے۔ خوشبو سے معطر صاف لباس زیب تن کرکے درس میں بیٹھتے۔ چار پانچ گھنٹے کے درس میں ایک پہلو پر درس قرآن وحدیث میں مصروف رہتے۔ دوران درس ادھر ادھر دیکھنے سے بھی گریز فرماتے۔ آپ کو بار بار پہلو بدلنے کی عادت نہیں تھی۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ: ''الدین کله ادب ، '' دین تو ادب کا نام ہے۔

دینی وسیاسی تحریکات

حضرت درخواستیؒ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی قیادت میں چلنے والی تحریکوں میں نمایاں حصہ لے کر سیاست کی پرخار وادی میں قدم رکھا۔ پھر قیام پاکستان کے بعد جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ برصغیر کو فرنگی کے تسلط اور لادینیت سے بچانے کے لئے پاک وہند کے علمائے کرام نے ایثار وقربانی کا جو اعزاز حاصل کیا کوئی اور طبقہ اس بارے میں برابری کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ اس تسلسل کو باقی رکھنے کے لئے قیام پاکستان کے بعد حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ حضرت مولانا مفتی محمودؒ عوام کی رہبری کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

علمائے حق کی سیاست میں فراست اور پیغمبرانہ نور فراست ہوتا ہے۔ حضرت درخواستیؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ علمائے ربانی کی سیاست فراست سے ہوتی ہے اور وہ اللہ کے نور وبصیرت سے دیکھتے ہیں۔ اہل زمانہ کی موافقت ومخالفت سے بے نیاز ہوکر حق کا علم بلند رکھتے ہیں۔ تحریک ختم نبوت 1953ء اور تحریک ختم نبوت 1974ء میں حضرت درخواستیؒ کی خدمات کا ایک طویل باب ہے۔ قادیانیت کے خلاف جہاد علمائے حق کا خاص اعزاز رہا ہے۔

حضرت درخواستیؒ مستجاب الدعوات تھے۔ اس سلسلہ میں سینکڑوں واقعات ہیں جن کے لئے ایک مستقل باب چاہئے۔ حضرت درخواستیؒ طریقت اور سلوک میں بھی مقام رفیع کے مالک تھے۔ آپ کا آستانہ معرفت وروحانیت کا ایک ایسا چشمہ تھا کہ ہزاروں تشنہ کام آتے اور سیراب ہوکر جاتے۔ حضرت درخواستیؒ کی زندگی اتباع سنت کا ایک زندہ درس تھی۔

1980ء میں جب حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا انتقال ہوا تو اس سانحہ نے حضرت درخواستیؒ کو بہت نڈھال اور غم ناک کر دیا تھا۔ جس نے ان کی صحت پر برا اثر ڈالا۔ حضرت درخواستیؒ گزشتہ چند سال سے ذیابیطس اور دل کے مریض چلے آرہے تھے اور علاج معالجہ کے سلسلہ میں حضرت درخواستیؒ اکثر ہمارے غریب خانے کو رونق افروز فرماتے اور ان ایام میں ایسے لگتا جیسے ہمارے گھر میں بہار آ گئی ہو۔

راقم کی آخری ملاقات حضرت درخواستیؒ کی وفات سے دو ہفتہ قبل جناب عامر رب نواز کی معیت میں خانپور دولت کدہ پر ہوئی۔ عمرہ پر جانے سے پہلے میں نے پروگرام بنایا کہ حضرت درخواستیؒ کی طبیعت بھی دیکھ لوں اور دعاؤں کے ساتھ اجازت بھی لوں۔ اس وقت حضرت درخواستیؒ کی طبیعت بہت ہشاش بشاش تھی۔ حضرت درخواستیؒ نے مجھے اپنا رومال بندھایا اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ راقم نے ماتھا چوما اور دوسرے دن والدہ صاحبہ کی معیت میں عمرہ پر روانگی ہوئی۔

حضرت درخواستیؒ کا وصال 28 اگست 1994ء کو بروز اتوار صبح چھ بجے ہوا اور نماز جنازہ 29 اگست بروز سوموار نارمل سکول خانپور کے گراؤنڈ میں آپ کے فرزند حضرت مولانا فضل الرحمن درخواستی نے پڑھائی۔ آپ کا سفر آخرت خانپور کی تاریخ کا انوکھا سفر تھا۔

بقول حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے کہ: ”ہماری پہچان ہمارے جنازے اور ہمارا سفر آخرت کرائیں گے۔“ حضرت درخواستیؒ کے جنازہ میں پورا پاکستان امڈ آیا۔ اللہ والوں کا جم غفیر تھا۔ اپنے پرائے سب اشک بار تھے۔ حضرت درخواستیؒ کے وصال کو بارہ سال ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جسمانی وروحانی اولاد کو اپنے مشن میں لگے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مولانا اللہ وسایا

راہی ملک عدم... مبلغ ختم نبوت جناب حافظ احمد بخشؒ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ حضرت مولانا حافظ احمد بخش صاحبؒ 22 اگست 2005ء مطابق 16 رجب المرجب 1426ھ بروز پیر قبل از عصر لاہور کارڈیالوجی سنٹر میں انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا حافظ احمد بخش صاحبؒ کلوڈھ قوم کے چشم وچراغ تھے۔ والد صاحب کا نام ملک اللہ بخش تھا۔ بسی دادوالا موضع سومن تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کے رہائشی تھے۔ حضرت مولانا احمد بخشؒ قد متوسط مائل بہ دراز' رنگ گندمی' جسم ہلکا' چہرہ پر چیچک کے ہلکے ہلکے داغ تھے جو بجائے خود خوبصورت لگتے تھے۔ داڑھی ورلی اور مشت بھر سے کبھی زائد نہ ہوئی۔ داڑھی کے بال ملائم اور سفید تھے۔ نیک طبیعت تھے۔ گفتگو میں کبھی فحش گوئی کو داخل نہ ہونے دیتے تھے۔ لیکن مناسب حد تک خوش مزاج تھے۔ ترش رو بالکل نہ تھے۔ دوستوں کے دوست تھے۔ خاندانی انسان تھے۔ جس سے دشمنی ہوگی اسے بھی نہ بھلا پاتے تھے۔ قناعت پیشہ تھے۔ البتہ مہمانوں کے لئے دیدہ دل وفرش راہ تھے۔

حضرت مولانا حافظ احمد بخش صاحبؒ نے عیدگاہ شجاع آباد میں جناب قاری غلام حسین سے قرآن مجید حفظ کیا۔ ابتدائی تعلیم شجاع آباد سے متصل گاؤں میں حضرت مولانا محمد واصل مرحوم سے حاصل کی جو بہت بڑے متبحر عالم دین تھے۔ اسی طرح بستی ملوک کے حضرت مولانا سید درمحمد شاہ فاضل دیوبند سے کسب فیض کیا۔ آپ کے والد ملک اللہ بخش صاحبؒ خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے متوسلین اور جمعہ کے مستقل نمازی تھے۔ اس تعلق خاطر بنیاد پر اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ کو دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا میں داخل کرادیا گیا۔ آپ کے اس زمانہ کے ساتھیوں میں حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی بھی ہیں۔ اس وقت آپ کے اس زمانہ کے اساتذہ میں سے محدث العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑپکا زندہ باسلامت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو لمبی صحت والی زندگی نصیب فرمائیں۔ دورہ حدیث شریف آپ نے جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔ فراغت کے بعد اپنے گاؤں میں عرصہ تک فی سبیل اللہ حفظ قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔ بیسیوں حضرات نے آپ سے قرآن مجید مکمل حفظ کیا۔

حضرت مولانا حافظ احمد بخش صاحبؒ شریف الطبع نیک سیرت انسان تھے۔ آپ کی محنتوں نے علاقہ بھر میں صورت حال کو یکسر بدل دیا۔ علاقہ کے بہت سارے حضرات نے آپ سے حفظ مکمل کیا۔ دینی تعلیم حاصل کی۔ اس وقت وہ ملک کے طول وعرض میں خدمت اسلام کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ جو آپ کے لئے ذخیرہ آخرت ہے۔

موصوف سرائیکی کے رسیلے اچھے مقرر تھے۔ ان کی اردو بھی سرائیکی نما ہوتی تھی۔ آج سے تیس پینتیس سال

قبل مولانا صوفی اللہ وسایا صاحبؒ ڈیرہ غازی خان میں عاشورہ محرم پر دسیوں بستیوں میں جلسوں کا اہتمام کرتے تھے۔ مولانا حافظ احمد بخشؒ کو بھی وہاں بھیجا جاتا۔ یوں مجلس سے ان کا تعلق قائم تھا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے آپ کا تعلق اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے آپ کی عقیدت بھی قابل قدر و قابل رشک تھی۔ خود بڑے مزے لے لے کر سناتے تھے کہ ٹبی درکھاناں نزد شجاع آباد کا چالیس پینتالیس سال سے جاری سالانہ جلسہ میں حضرت جالندھریؒ تشریف لے جاتے تو حافظ صاحب مرحوم آپ کو شجاع آباد سے لاتے۔

ایک دفعہ حضرت جالندھریؒ کی مسئلہ خلافت پر یادگار تقریر ہوئی۔ آپ نے حضرات خلفائے ثلاثہؓ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ خلیفہ چہارم کے باہمی تعلق کو بیان کیا تو پورا مجمع پر گریہ کی کیفیت طاری تھی۔ آپ کی تقریر کے بعد سیانی عمر کے لوگوں کا کہنا تھا کہ آج حضرت جالندھریؒ کی تقریر نے رفض کے اثرات کو کان سے پکڑ علاقہ سے نکال دیا ہے۔ تب شیعہ سنی ایک دوسرے کے جلسہ میں بڑے اہتمام سے شرکت کرتے تھے۔ شیعہ حضرات بھی حضرت جالندھریؒ کی مدلل ومعتدل گفتگو پر داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس قسم کے بیسیوں واقعات کے حافظ صاحب مرحوم چشم دید گواہ اور راوی یا صاحب واقعہ تھے۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے آپ کی عقیدت عشق کی شکل اختیار کئے ہوئے تھی۔

انہیں جماعتی تعلقات کی بنیاد پر حضرت مولانا حافظ احمد بخش صاحبؒ 1979ء کے اواخر اور 1980ء کے اوائل میں باضابطہ طور پر مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے۔ رحیم یار خان میں آپ کا تقرر ہوا اور دم آخریں تک آپ وہاں تبلیغی خدمات انجام دیتے رہے۔ میٹھی طبیعت کے انسان تھے۔ ہر خورد و کلاں کے دل میں گھر کر گئے۔ حضرت مولانا قاری حماد اللہ شفیق مرحوم کی صحبت' حضرت مولانا غلام ربانی مرحوم کی تربیت نے آپ کو نکھار دیا۔ ضلع رحیم یار خان میں آپ نے تبلیغی کام کی دھاک بٹھادی۔ سرکلر روڈ پر آپ نے مجلس کا ملکیتی ضلعی دفتر تعمیر کرایا۔ ہر سال ضلعی ختم نبوت کانفرنس کراتے جس میں شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ ! بڑے اہتمام سے شرکت فرماتے۔ اکثر و بیشتر صدارت خانقاہ دین پور کے سجادہ نشین حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری فرماتے۔ سال بھر میں کم از کم ایک بار ضلع بھر کا تبلیغی دورہ رکھا جاتا۔ علماء و مبلغین کی مستقل جماعت گاڑیوں پر کاروان کی شکل میں چلتی اور ضلع کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کانفرنسوں اور جلسوں کا جال بچھادیا جاتا۔ آپ جہاں کہیں اپنے ضلع میں قادیانی فتنہ کی شرانگیزی کی خبر سنتے' جادھمکتے اور قادیانیت کو لگام ڈال دیتے۔ ضلع کے علمائے کرام سے آپ کام لینے کا گر جانتے تھے۔ جہاں جاتے کامیاب واپس لوٹتے۔ بہت ہی دیانت دار اور اجلی سیرت کے انسان تھے۔ معاملات میں ایک پائی کے ادھر ادھر ہوجانے کے روادار نہ تھے۔ خالص جماعتی ذہن تھا۔ مجلس کا کہیں شکوہ سنتے تو شیر غراں بن جاتے تھے۔ بہت اچھا وقت گزارہ۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور ان کی سیأت سے درگزر فرمائے۔

حضرت مولانا حافظ احمد بخش صاحبؒ کے بیٹے حافظ محمد طیب سکول ماسٹر' حافظ محمد قاسم یونین کونسل کے

سیکرٹری اور حافظ محمد طارق سیمنٹ فیکٹری غریب وال میں انجینئر ہیں۔ آپ نے تینوں بیٹوں کو خود حفظ کرایا۔ البتہ گردان ان کی قاری عبدالکریم کلاچوی سے کرائی جو شاہی مسجد میں مدرس تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں ہیں۔ تمام اولاد شادی شدہ ہے۔ آپ کے پوتے نواسے بھی دینی ودنیوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بہت ہی خوش نصیب انسان تھے۔ خود اہلیہ اور بڑے بیٹے نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی ہے۔ طبیعت ٹھیک تھی۔ ایک آدھ بار سینے میں معمولی درد ہوا۔ علاج کیا تو ٹھیک ہوگئے اور زندگی کی گاڑی چلتی رہی۔ وفات سے دس بارہ روز قبل گھر پر رات کو تکلیف ہوئی۔ شجاع آباد پھر ملتان نشتر ہسپتال دس روز تک زیر علاج رہے۔ ڈاکٹروں نے انجوگرافی تجویز کی۔ لاہور کارڈیالوجی سنٹر داخل ہوگئے۔ ایک دن زیر علاج رہے۔ ابھی انجوگرافی کے لئے ڈاکٹر صاحبان رپوٹوں کی تیاری کے مراحل طے کر رہے تھے کہ 22 اگست بروز پیر 4 بجے سہ پہر آپ کو دوبارہ تکلیف ہوئی۔ کلمہ طیبہ خود پڑھا۔ سب حاضرین کو بنایا پھر باری باری سب سے کلمہ طیبہ سنا اور پھر ان کو سنایا۔ گویا کلمہ طیبہ کا صحیح معنوں میں ورد کرتے ہوئے دیکھتے دیکھتے جان مالک حقیقی کو لوٹا دی۔ ایمبولینس کے ذریعہ آپ کی میت کو آبائی گاؤں لایا گیا۔ اگلے روز 23 اگست بروز منگل صبح ساڑھے آٹھ بجے جنازہ ہوا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے جنازہ کی امامت فرمائی۔ ہزاروں لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ مولانا زبیر احمد صدیقی' جناب قاری صدرالدین شجاع آباد' جناب سید توصیف شاہ' مولانا مفتی عبداللطیف' جناب قاری محمد عبداللہ ہاشمی رحیم یارخان' جناب قاری خادم حسین لاہور' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا محمد اسحٰق ساقی' مولانا عزیز الرحمٰن ثانی' رانا محمد طفیل جاوید' عزیز الرحمٰن رحمانی' قاری حفیظ اللہ' جمال عبدالناصر' بہاول پور سے جامعہ دارالعلوم مدنیہ بہاول پور کے مہتمم حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن کے علاوہ علاقہ کے سیاسی ومذہبی رہنما اور رحیم یارخان سے 16 افراد پر مشتمل وفد نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ آبائی قبرستان حاجی شہید میں سپرد خاک ہوئے۔ حق تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائیں۔ آمین! ثم آمین!

اللہ نہ کرے کہ آپ کبھی بیمار ہوں، پھر بھی اگر کبھی بیماری لاحق ہو جائے تو علاج کیلئے ضلع راولپنڈی کے رجسٹرڈ، معمر، تجربہ کار طبیب

حکیم قاری محمد یونس ایم۔اے (پنجاب) فاضل طب والجراحت

کے دستِ فیض بخش سے فائدہ اٹھائیں۔ یاد رکھیں کوئی مرض لا علاج نہیں

دواخانہ تحفظ ختم نبوت O/56.J.K سبز بلڈنگ (وقف ۱۹۸۴ء برائے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان)

سرکلر روڈ راولپنڈی فون 5551675 اوقاتِ ملاقات: صبح 9 تا رات 9 بجے بروز جمعۃ المبارک: بعد نماز عصر تا رات 9 بجے

مولانا اللہ وسایا

شاعر اسلام... جناب سید امین گیلانی صاحبؒ سے وابستہ یادیں!

3 اگست 2005ء بروز بدھ کو شاعر حریت' ترجمان ختم نبوت' یادگار اسلاف مخدوم محترم حضرت سید امین گیلانی صاحبؒ انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

26 جولائی 2005ء کو بیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے سلسلہ میں دوماہ کے لئے برطانیہ آنا ہوا۔ کانفرنس کے بعد سکاٹ لینڈ میں سہ روزہ ردقادیانیت کورس رکھا تھا۔ اس کے اختتام پر چھٹی سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم گلاسگو میں 30 جولائی کو منعقد ہوئی۔ 31 جولائی کو 19 ویں سالانہ توحید وسنت کانفرنس ویکفیلڈ سے فراغت کے بعد نرنلے میں مولانا عزیز الحق صاحب نے حال میں مسجد ومدرسہ کے لئے وسیع چرچ خریدا ہے۔ اس کی افتتاحی تقریب تھی۔ اس سے فراغت کے بعد لندن حاضری ہوئی۔ سعودی عرب میں ادائیگی عمرہ کے بعد پاکستان واپسی کے لئے سیٹ کنفرم کرانا تھی۔ پانچ روز لندن کے لئے رکھے تو احباب نے یہاں پروگرام رکھ لئے۔

4 اگست کو برطانیہ ٹائم کے مطابق چار بجے شام ہڈرزفیلڈ سے محترم حافظ منصور العزیز صاحب نے مکہ مکرمہ' مدینہ طیبہ 12 روزہ قیام کے لئے ہوٹل بک ہوجانے کی خوشخبری سنائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ افسوس ناک اطلاع یہ ہے کہ پاکستان میں حضرت سید امین گیلانی انتقال فرماگئے ہیں۔ خبر سنتے ہی آنکھوں کے سامنے سچ مچ اندھیرا چھاگیا۔ دل پر ایسی چوٹ لگی کہ بے ساختہ آنسو ابل پڑے۔ آج اندازہ ہوا کہ آدمی دیار غیر میں اپنے کسی عزیز یا بزرگ کے وصال کی خبر سنے تو اس پر کیا کیفیت طاری ہوتی ہے۔ مخدوم زادہ سید سلمان گیلانی عرصہ ڈھائی ماہ سے برطانیہ آئے ہوئے تھے۔ ان متذکرہ کانفرنسوں میں ان کا ساتھ رہا۔ معلوم کیا کہ وہ گلاسگو سے متصل مدرول قاری عبدالماجد صاحب کے ہاں ہیں۔ دھڑکتے دل سے فون کیا۔ دونوں طرف سے سسکیوں کے ماحول میں پتہ چلا کہ حضرت سید امین گیلانی صاحبؒ لاہور گھر پر تھے۔ فیصل آباد کے علماء گئے اور حضرت گیلانی صاحبؒ کو آمادہ کرکے فیصل آباد لے آئے۔ ظہر کے بعد کھانا کھاکر کلمہ پڑھا۔ لیٹے داعی اجل کو لبیک کہا اور مالک الملک کو اپنی جان کی امانت لوٹادی۔

حضرت سید امین گیلانی صاحبؒ نجیب الطرفین سید تھے۔ عادات واطوار میں خانوادہ رسول ﷺ کے خون کا مکمل پرتو جلوہ گر تھا۔ گورا رنگ' کھلا چہرہ' عقابی آنکھیں' لبوں پر مسکراہٹ' سمارٹ جسم' داڑھی کے بال خوبصورت چمکیلے' قد متوسط' بلند خیال' مترنم لحن داؤدی' خاص ادا سے حمد ونعت کے لئے طرح اٹھاتے تو ہزاروں کا اجتماع سر دھننے لگ جاتا۔ نامور خطیب کی خطابت سے کہیں زیادہ ان کو ہر جگہ پذیرائی ملتی۔ کراچی سے خیبر تک ان کے نام کی

دھاک تھی۔ عام وخاص میں یکساں محبوب ومقبول تھے۔ اٹھتی جوانی میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی صحبتوں کے اسیر ہوگئے۔

حضرت سید امین گیلانی صاحبؒ نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ تقسیم سے قبل متحدہ ہندوستان کے ہر سٹیج پر ان کی موجودگی لازم قرار پائی۔ پاکستان بننے کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ بلبل احرار حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ اور دیگر اکابر نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی تو حضرت گیلانی صاحبؒ بھی اس کاروان ختم نبوت میں برابر کے شریک تھے۔ آپ کے ایمان افروز کلام کی مقبولیت نے یہ مقام حاصل کیا کہ دنیا زندگی بھر انہیں ''شاعر ختم نبوت'' کے نام سے جانتی پہچانتی تھی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمائے اسلام کے اکابر کی آنکھوں کا تارا تھے۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ' مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور ان کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی طرح پورے ملک کے شیوخ حدیث' علمائے کرام' مشائخ عظام کے ہاں کو خاص محبوبیت کا مقام حاصل تھا۔ یہ سب کچھ ان کے اخلاص بھرے عشق رسالت مآب ﷺ کا صدقہ تھا۔ بلاشبہ وہ ایک بلند خیال شاعر اسلام تھے۔ اکابر کی صحبتوں نے انہیں دینی وسیاسی بصیرت کا اعلیٰ مرتبہ نصیب کیا تھا۔ ان کے خیالات کی بلند پروازی میں ان کے اعلیٰ کردار کا بھی بڑا حصہ تھا۔ وہ بہت بڑے عوامی' انقلابی اور اعلیٰ درجہ کے رہنما اور بلند کردار انسان تھے۔ دل کے غنی تھے۔ عسرت وسیرت میں مثالی اور نمونہ کی زندگی گزاری۔ قناعت پسند طبیعت تھی۔ کروفر سے کوسوں دور تھے۔ ان کی نظم کا ہر شعر پہلے سے زیادہ وقیع ہوتا تھا۔ ان کے کلام کی وسعتوں کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر شعر پر ان کو داد ملتی تھی۔ اپنے سامعین کو ایسا مدہوش کرتے تھے کہ لوگ فرش سے عرش تک پہنچ جاتے تھے۔ نعروں کی گونج میں سٹیج پر آتے اور نعروں کے سمندر میں تیرتے ہوئے کلام پڑھتے۔ ان کی ہر ادا دل ربا ہوتی تھی۔ مدوجزر قابل دید ہوتا تھا۔ دین کے ہر شعبہ اور سیاست کی ہر جزئی پر ان کا کلام موجود ہے۔

حضرت سید امین گیلانی صاحبؒ نے قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے لے کر مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ تک بیعت کے سلسلہ سے اپنے آپ کو جوڑے رکھا۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے لے کر قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن

تک تمام سیاسی و مذہبی رہنماؤں کے ہاں حضرت گیلانی صاحبؒ کی رائے کو مقام حاصل تھا اور یہ ان کے مشیر تھے۔

فقیر راقم نے اپنی زندگی میں جن شعرائے اسلام کو دیکھا یا سنا ہے بلاشبہ ہمارے حلقہ میں وہ اپنے زمانہ میں سب پر فائق تھے۔ راقم زمانہ طالب علمی میں ملک بھر کے دینی حلقہ کی طرح ان کے نام و مقام سے آشنا تھا۔ البتہ پہلی بار زیارت 1966ء کے آخر یا 1967ء کے اوائل میں جامعہ مخزن العلوم خانپور کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کے موقعہ پر ہوئی۔ اس وقت آپ کا طوطی بولتا تھا۔ کسی جماعت' ادارہ' انجمن' مدرسہ و جامعہ کا جلسہ ان کے بغیر نامکمل شمار ہوتا۔ فراغت کے بعد فقیر راقم لائل پور (فیصل آباد) میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا مبلغ مقرر ہوا۔ غالباً 1968ء میں دو روزہ ختم نبوت کانفرنس دھوبی گھاٹ میں کرانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ کی دعوت پر حضرت درخواستیؒ ' حضرت جالندھریؒ جناب آغا شورش کاشمیریؒ سید مظفر علی شمسیؒ مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن' عبدالقادر روپڑیؒ مولانا محمد شریف جالندھریؒ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ تشریف لائے۔ دونوں راتیں حضرت گیلانیؒ کی نظموں سے سٹیج گونجتا رہا۔ یہاں سے تعارف و نیازمندی کا سلسلہ شروع ہوا۔ بعد میں کئی بار جلسوں میں آپ کی موجودگی میں تقریر کی سعادت حاصل ہوئی۔ سٹیج پر داد دیتے۔ چھوٹوں کو بڑا بناتے اور پھر علیحدگی میں بہت ہی حکمت عملی کے ساتھ تصحیح فرماتے۔ بہت بڑے شاعر اور خطیب گرتھے۔

فقیر راقم کو خوب یاد ہے کہ سکھر کی ختم نبوت کانفرنس کے موقعہ پر مہمان مقررین کی رہائش گاہ جامعہ اشرفیہ تھی۔ دن کو لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت گیلانی صاحبؒ ٹہلتے ٹہلتے کمرہ میں آن دھمکے۔ بہت سارے مہمان لیٹے تھے۔ فقیر نے انہیں دیکھ کر اٹھنا چاہا۔ فوراً حکماً اشارہ سے روک دیا اور پھر میرے پاؤں کے تلوں کو سہلانے لگے۔ جسم میں سرسراہٹ پیدا ہوئی تو فرمایا کہ خبردار حرکت نہ ہونے پائے۔ دو تین بار پاؤں کے تلوں پر اپنی مبارک انگلیوں کے پورے ہلکے خاص انداز سے چلائے۔ میں آنکھیں کھولے دم بخود بے حس و حرکت پڑا رہا۔ تو آپ نے شاباش دی اور فرمایا کہ آنسان کی کمزوری ہے کہ تلوں پر سہلایا جائے تو حرکت کرتا ہے۔ جو حرکت پر قابو پالے اس کی قوت ارادی بڑی مضبوط ہوتی ہے۔ میں نے سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور عرض کہ کہ حضرت میری قوت ارادی ہے یا آپ کا احترام کہ میں تعمیل ارشاد میں دم بخود ہوگیا۔ میرے سر کو اپنے قدموں سے اٹھایا اور فرمایا کہ رات کے جلسہ میں کیا کہا تھا۔ یوں نہیں یوں کہنا چاہئے تھا۔ تب راز کھلا کہ وہ اس ادا سے میری اصلاح کے لئے کوشاں تھے۔

حضرت سید امین گیلانی صاحبؒ آزادی وطن اور نفاذ شریعت کے لئے متعدد بار قید و بند کی صعوبتوں سے گزرے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں کئی ماہ جیل میں گزارے۔ وہ بہت ہی شیر دل رہنما تھے۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت کو پروان چڑھانے اور کامیابی سے ہمکنار کرنے میں حضرت گیلانی صاحبؒ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ بلکہ وہ اپنے شعبہ کے بلاشرکت غیر سربراہ تھے۔

1983ء میں مرزا ناصر قادیانی نے دوسری اکھ مٹکے کی شادی کی توہنی مون منانے کے لئے قادیانی

گیسٹ ہاؤس اسلام آباد میں رہائش پذیر تھا۔ اس موقعہ پر جامع مسجد دارالسلام اسلام آباد میں ختم نبوت کانفرنس تھی۔ کانفرنس کے اختتام پر حضرت مولانا قاری احسان اللہ صاحب نے فرمایا کہ مرزا ناصر قادیانی میری مسجد کے ساتھ سڑک کے دوسرے کنارے رہائش پذیر ہے۔ وہاں جلسہ ہو جائے۔ اگلی رات کا وہاں پروگرام طے ہو گیا۔ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی صدارت' حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کی تقریر اور حضرت سید امین گیلانی صاحبؒ کی نعت ہوئی۔ ابتداء میں فقیر کا بیان ہوا۔ اپنی تقریر سے فارغ ہوتے ہی حضرت سید امین گیلانی صاحبؒ کے ہمراہ ختم نبوت دفتر اسلام آباد آ گیا۔ حضرت گیلانی صاحبؒ شیخوپورہ جانا چاہتے تھے۔ رات کو حضرت مولانا عبدالرؤف جتوئیؒ تشریف لائے۔ زور سے دروازہ پیٹا' دروازہ کھلا تو فرمایا تم یہاں سوئے ہو۔ تمہارے بیان کے بعد مرزا ناصر کو دل کا دورہ پڑا۔ پولیس نے حضرت خواجہ خان محمد صاحب' جناب قاری محمد امینؒ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کو گرفتار کر لیا ہے۔ حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ اور میں (مولانا جتوئی) آنکھ بچا کر آ گئے۔ وہ باہر گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ حضرت گیلانی صاحبؒ نے بھی جانا ہے۔ آپ بھی چلیں۔

حضرت گیلانی صاحبؒ نے سفر کرنا تھا چل پڑے۔ مجھ پر نیند سوار تھی۔ عذر کر دیا۔ اگلے دن صبح راجہ ظفر الحق صاحب کو حضرت دامت برکاتہم کی گرفتاری کا پتہ چلا۔ انہوں نے پولیس افسران کو کہا تمہیں معلوم ہے کہ کن کو گرفتار کیا ہے؟۔ یہ وہ شخصیت ہیں جنہیں جنرل محمد ضیاء الحق نے تین بار ملاقات کے لئے بلایا ہے۔ لیکن انہوں نے ملاقات نہیں کی۔ افسران کو جان کے لالے پڑ گئے۔ حضرت دامت برکاتہم کو اس وقت معذرت کر کے افسران نے رہا کر دیا۔ جناب قاری محمد امینؒ اور حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ ضمانت پر رہا ہوئے۔ ہم نے قبل از گرفتاری بہت عرصہ بعد ضمانت کرائی۔ ان دنوں حضرت گیلانی صاحبؒ سے پیشیوں کے موقعہ پر ملاقاتیں رہیں۔ اس دل کے دورہ سے مرزا ناصر آنجہانی ہو گیا تو اس کی جگہ قادیانی چیف گرو مرزا طاہر بنا۔

1984ء کا امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا تو مرزا طاہر نے ملک سے مجرمانہ فرار اختیار کیا۔ اس پر حضرت گیلانی صاحبؒ نے نظم کہی کہ:

گرو بھاگ گیا ہر چیلہ گھبرایا گھبرایا ہے
مرزا طاہر سامنے آ بات تو کر تیرے لئے تو کافی اللہ وسایا ہے

حضرت گیلانی صاحبؒ نے سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں یہ نظم بھی پڑھی تو اجلاس کے بعد ایک نامی گرامی خطیب نے کہا کہ حضرت گیلانی صاحبؒ آپ نے اللہ وسایا کا نام لیا۔ میرے نام کی شمولیت سے بھی کوئی نظم بنا دیں تو آپ نے انہیں فرمایا کہ میاں غلط سمجھے ہو۔ میں کوئی پروفیشنل شاعر نہیں ہوں۔ ماحول بنتا ہے۔ دل پر چوٹ پڑتی ہے تو اللہ میاں کچھ نہ کچھ کہلا دیتے ہیں اور بس۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ ان کا پورا کلام اس اصول کے گرد گھومتا ہے۔ ان کی پوری شاعری میں کیفیت ''ورود'' ہے ''آورد'' نہیں۔

ایک دفعہ راقم نے عرض کیا کہ حضرت! مسئلہ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے پورے کلام کو علیحدہ چھاپ دیں۔ تو ''ہرچہ گویم حق گویم'' مجموعہ مرتب کردیا۔ جسے مجلس تحفظ ختم نبوت نے بڑے اہتمام سے شائع کیا۔ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ نظم کی طرح آپ کی نثر میں بھی نرالی شان ہے۔ جو ان کی تصنیفات سے ظاہر ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے غالباً ۱۹۸۲ء میں پہلی بار چنیوٹ سے سالانہ ختم نبوت کانفرنس کو منتقل کرکے چناب نگر میں منعقد کیا تو آپ شیخوپورہ سے قافلہ لے کر مسلم کالونی چناب نگر کانفرنس میں تشریف لائے۔ اجلاس شروع تھا۔ ہزاروں کا اجتماع اور دھواں دھار تقریریں ہورہی تھیں۔ اجلاس اپنے عروج پر تھا کہ فقیر نے دیکھا کہ حضرت گیلانی صاحبؒ ایک ''مست الست'' کی طرح کبھی اجتماع کو، کبھی سٹیج کو، کبھی مسجد کو، کبھی چاردیواری کو، کبھی صحن کو، کبھی آسمان کو، کبھی شامیانوں کو اور کبھی درختوں کو دیکھ رہے ہیں۔ ادھر ادھر نظر اٹھا کر متفکرانہ انداز کو میں نے دیکھا تو عرض کیا کہ مرشد! خیر ہے۔ کیا ہورہا ہے۔ میری طرف متوجہ ہوئے اور اپنا ہاتھ اور سر میرے کندھے پر رکھ کر والہانہ انداز میں رو پڑے۔ فرمایا کہ میاں! میں ربوہ میں قافلہ امیر شریعت حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے اس شان میں فاتحانہ داخلہ کو دیکھ کر روح بخاریؒ کو تلاش کررہا ہوں۔ وہ نہیں تو کم از کم حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ حضرت مولانا لال حسینؒ اخترؒ کوئی تو نظر آجائیں؟۔ جنہیں بغلگیر ہوکر مبارک باد دے سکوں اور پھر زاروقطار خوشی میں رو پڑے۔ اس وقت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور حضرت مولانا تاج محمودؒ برآمدہ میں آگئے۔ تینوں حضرات مل گئے۔ حضرت گیلانی صاحبؒ کو اس حالت میں دیکھا تو تینوں حضرات محو گفتگو ہوگئے۔ کسی کام سے کسی ساتھی نے مجھے بلالیا اور میں ان تینوں کو چھوڑ کر چل دیا۔ حضرت گیلانی صاحب صحت کے آخری روز تک ہر سال شیخوپورہ سے قافلہ لے کر ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شریک ہوتے۔ جب لاہور منتقل ہوگئے تو لاہور سے قافلہ کے ہمراہ تشریف لاتے۔ گزشتہ سے پیوستہ سال بڑھاپے کے باوجود آخری اجلاس میں تشریف لائے۔ کرسی پر بیٹھ کر نظم پڑھی تو اجتماع تڑپ اٹھا۔

حضرت سید امین گیلانی صاحبؒ لاہور کی ختم نبوت کانفرنس میں ہر سال تشریف لاتے۔ چند سالوں سے فقیر راقم اپنے شیخ حضرت اقدس سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کے ہاں رمضان کے آخری دنوں میں حاضری دینے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔ گزشتہ سال 26 رمضان المبارک کو حضرت گیلانی صاحبؒ ایک دوست کے ساتھ گاڑی پر خانقاہ سید احمد شہیدؒ پر تشریف لائے۔ فقیر کو بلوایا اور فرمایا کہ تمہیں ملنے کے لئے آیا ہوں۔ فقیر پانی پانی ہوگیا۔ حضرت کیا فرماتے ہیں؟۔ مجھے حکم کیا ہوتا، میں سر کے بل آپ کے قدموں میں حاضر ہوجاتا۔ فرمایا کہ نہیں۔ سنو! تو سہی کہ کیوں آیا ہوں۔ عرض کیا فرمائیں۔ گویا ہوئے کہ آج ستائیس رمضان المبارک ہے۔ ہمارے محلہ کی مسجد میں ختم قرآن ہے۔ تقریر کے لئے انہوں نے میرے ذمہ ڈیوٹی لگادی۔ حضرت مولانا قاری نذیر احمد سے آپ کا پتہ چلا تو حاضر ہوگیا ہوں۔ میں نے سوچے سمجھے بغیر عرض کردیا کہ حضرت میں حاضر ہوجاؤں گا۔ آپ اطمینان رکھیں۔ انہوں نے دعا دی اور چل دیئے۔

حضرت گیلانی صاحبؒ کے جانے کے بعد یاد آیا کہ آج رات مجلس لاہور کے مبلغ حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے شہر کے دوسرے کنارے پر پروگرام طے کررکھا ہے۔ بھاگم بھاگ مولانا ثانی صاحب سے جاکر عرض کیا کہ دو پروگرام ہیں اور دونوں متضاد سمتوں میں ہیں۔ جبکہ وقت ایک ہی ہے۔ سفر بھی خاصا ہے۔ کیا کریں؟۔ حضرت گیلانی صاحبؒ کے پروگرام پر نہیں جاتا تو ان کی پوزیشن خراب ہوگی۔ آپ کے پروگرام پر نہیں جاتا تو بھی مجرم بُرا پھنسا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے فرمایا کہ حل نکالتے ہیں۔ مولانا ثانی پہلے اپنے پروگرام پر کینٹ میں لے گئے۔ وتروں کے فوراً بعد بغیر تلاوت ونعت کے تقریر پر بٹھادیا۔ پندرہ بیس منٹ بیان کے بعد دوسرے ساتھی کا اعلان کیا۔ باہر نکلا تو مولانا ثانی موٹر سائیکل لئے تیار کھڑے تھے۔ فقیر کے بیٹھتے ہی موٹر سائیکل ہوا میں اڑادیا۔ بیس کلومیٹر سفر کر کے حضرت گیلانی صاحبؒ کے ہاں حاضر ہوئے تو وہ نعت پڑھ رہے تھے۔ دیکھتے ہی فرمایا کہ لو مولوی صاحب آگئے۔ میں سرخرو ہوگیا۔ نعت مکمل فرمائی۔ فقیر کا بیان ہوا۔ آپ نے دعا کرائی۔ پروگرام مکمل ہونے کے بعد مجھے فرمایا کہ دیر کیوں ہوگئی؟۔ میں نے صورت حال عرض کی کہ پہلے سے شہر کے دوسرے کنارے وقت دے رکھا تھا۔ وہاں سے دوڑ کر آیا ہوں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ جب میں نے سلام پھیرا تو آپ نہ تھے۔ فوراً ماتھا ٹھنکا کہ میرے سے وعدہ خلافی تو نہ کریں گے۔ البتہ دیر ہوسکتی ہے۔ حکمت عملی سے تلاوت کرائی۔ پھر نعت پڑھی اور پھر ایک مقرر کو لگادیا۔ جب وہ ڈھیر ہوا تو پھر خود نعت شروع کردی۔ آخری اشعار پر خیال آیا کہ مولوی صاحب اب بھی نہ آئے تو لوگ کیا کہیں گے کہ گیلانی صاحبؒ کی بھی مقرر نہیں مانتے۔ بس خیال گزرا تو دیکھا کہ آپ مسجد میں داخل ہورہے ہیں۔ شکر کیا کہ سرخرو ہوگیا۔ میں نے حضرت گیلانی صاحبؒ کے قدموں کو ہاتھ لگایا کہ حضرت آپ کے حکم سے سرتابی تو ممکن نہ تھی۔ لیکن آپ کی کرامت کہ تعمیل ارشاد ہوگئی۔ آپ نے بہت دعا دی۔ بس یہ آخری ملاقات تھی حضرت گیلانی صاحبؒ سے۔

اب اس وقت حضرت سید امین گیلانی صاحبؒ کا جنازہ ہورہا ہوگا۔ ہزاروں میل دوران کی یادوں سے دل کو تسلی دے رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں کہ ان کی یادوں کی آڑ میں اپنے آپ کو اجاگر کررہا ہوں۔ کیوں نہ ہو۔ وہ اتنے بڑے انسان تھے کہ ان کی وابستگی سے کئی اجاگر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو بقعہ نور بنائیں۔

جناب سید سلیمان گیلانی اب آپ ہمارے بڑے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز! آپ سے وعدہ رہا کہ فقیر راقم زندگی بھر حضرت گیلانی صاحبؒ کا نوکر رہا۔ اب آپ کی نوکری کریں گے۔ آپ بڑے باپ کے بڑے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں فرمائیں گے۔ اچھا میاں سلیمان آپ کو آج سیٹ نہیں ملی۔ آپ کل پاکستان جائیں گے۔ جنازہ سے تو ہم دونوں محروم رہے۔ آپ کو دوہرا صدمہ ہے۔ لیکن جب سے دنیا بنی ہے ایسے ہورہا ہے۔ جو آیا ہے اس نے جانا ہے۔ آپ پاکستان جائیں' میں سعودی عرب جاتا ہوں۔ اپنے غم میں آپ میرے غم کو یاد رکھیں گے۔ اس لئے کہ وہ صرف آپ کے نہیں ہم سب کے بڑے تھے۔ ہمارے بڑوں کے ساتھی تھے۔ فقیر انشاء اللہ! ان کے لئے طواف کر کے ایصال ثواب کرے گا۔ انشاء اللہ! (لندن قیام کے دوران میں لکھا)

ادارہ

جماعتی سرگرمیاں!

پنو عاقل میں ایک روزہ تربیتی پروگرام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنو عاقل کے زیراہتمام ایک روزہ تربیتی پروگرام منعقد ہوا جس سے حضرت مولانا محمد نذر عثمانی' حضرت مولانا محمد حسین ناصر' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعزیز کورائی' حضرت مولانا محمد عبداللہ چاچڑ' حضرت مولانا جمیل احمد' حضرت مولانا خالد الحسینی نے خطاب فرمایا۔ پروگرام کی صدارت جناب قاری عبدالتواب الحسینی نے کی۔ مقررین نے اپنے خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے بغیر سب کچھ نامکمل ہے۔ فتنہ قادیانیت کے تعاقب کے لئے ہر وقت جدوجہد میں مصروف رہنا ہمارے ایمان اور غیرت کا تقاضا ہے۔

ختم نبوت کانفرنس بہاول پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے زیراہتمام گزشتہ ماہ مسجد الصادق بہاول پور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' حضرت مولانا محمد امجد خان' حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن' حضرت مولانا صاحبزادہ طارق محمود' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مجلس ختم نبوت بہاول پور کے مبلغ حضرت مولانا محمد اسحق ساقی کے علاوہ کئی ایک حضرات نے خطاب کیا۔ الحمدللہ! کانفرنس ہر لحاظ سے نہایت کامیاب رہی۔

ختم نبوت کانفرنس کنڈیارو

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنڈیارو کے زیراہتمام ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس حضرت مولانا مفتی محمد ادریس کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن' حضرت مولانا پیر فضل اللہ بالیجوی' حضرت مولانا خان محمد کندھانی اور دیگر حضرات نے خطاب فرمایا۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ ڈیرہ غازیخان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے گزشتہ ماہ ڈیرہ غازی ڈویژن کا تبلیغی دورہ کیا۔ حضرت مولانا نے اپنے دورہ کے دوران جامع مسجد بلال کوٹ قیصرانی' جامع مسجد پیارے والی ڈیرہ غازیخان' دینی درس گاہ کے علاوہ کئی ایک اجتماعات سے خطاب فرمایا' علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں اور

عوام الناس کو قادیانیت کے فتنہ سے آ گاہ کیا۔

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کا تبلیغی دورہ چناب نگر و خوشاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے گزشتہ ماہ چناب نگر اور خوشاب کا تفصیلی تبلیغی دورہ کیا۔ حضرت مولانا نے اپنے دورہ کے دوران مرکز اہل سنت چک 87' جامع مسجد غلہ منڈی' جامع مسجد سبزی منڈی' جامع مسجد 21 بلاک سرگودھا' مدرسہ حسینیہ سلانوالی' جامع مسجد مدنی' جامع مسجد عمر' جامع مسجد مکی' مدرسہ عثمانیہ' جامع مسجد بگڑوالی خوشاب' جامع مسجد مکی' جامع مسجد نوناں والی میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے اجتماعات سے خطاب فرمایا۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کا ایک تعزیتی اجلاس ممتاز عالم دین حضرت مولانا علامہ احمد میاں حمادی کی زیر صدارت میں دفتر ختم نبوت ٹنڈو آدم میں منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا راشد مدنی کے علاوہ جناب حکیم حفظ الرحمن' جناب محمد اعظم قریشی' جناب ماسٹر محمد سلیم' جناب مفتی محمد طاہر مکی' جناب حافظ محمد فرقان سمیت تمام کارکنان ختم نبوت نے بھرپور شرکت کی۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رحیم یار خان کے مبلغ حضرت مولانا حافظ احمد بخش صاحبؒ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی والدہ ماجدہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی ناظم تبلیغ جناب عبدالشکور قریشی صاحبؒ کے انتقال پر گہرے صدمے کا اظہار کیا گیا اور تمام مرحومین کے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے زیر اہتمام دفتر ختم نبوت گوجرانوالہ میں جناب الحاج حافظ بشیر احمد کی صدارت میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں حضرت مولانا عبدالقدوس' حضرت مولانا طارق محمود' جناب عثمان عمر ہاشمی' جناب قاری محمد یوسف عثمانی' جناب حافظ احسان الواحد' جناب حافظ محمد ثاقب' جناب پروفیسر محمد اعظم' جناب سید احمد حسین' جناب حافظ محمد معاویہ' جناب قاری عبدالغفور' جناب محمد امان اللہ قادری' حضرت مولانا محمد الیاس کے علاوہ کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر میں تعزیتی اجلاس منعقد کئے گئے اور تمام مرحومین کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا۔

قادیانی کا قبول اسلام

محمد آصف قریشی کی والدہ فضل بیگم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ اس نومسلمہ کو دین اسلام پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

تبصرہ وتذکرہ!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ ادارہ!

ماہنامہ حق چار یار اشاعت خاص: صفحات: 1376: قیمت:-/300

امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ بانی تحریک خدام اہل سنت کی شخصیت مسلسل جہد وعمل سے عبارت ہے۔ موصوف ضعف وعوارض کے باوجود دم واپسیں اشاعت مذہب اہل سنت میں مصروف رہے۔ حضرت موصوف افراط وتفریط سے ہٹ کر علماء اہل سنت والجماعت دارالعلوم دیوبند کے مسلک کے ترجمان مؤید رہے۔ وفات سے دوتین سال قبل انہیں ایک قتل کے کیس میں ناجائز ملوث کر کے گرفتار کیا گیا۔ گرفتاری وتشدد ان کے پائے مستقل میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔ ضرورت تھی کہ حضرت کے شایان شان ان کی خدمات وسوانح پر قلم اٹھایا جائے۔ حضرت قاضی صاحب کے جانشین محترم ومکرم حضرت مولانا قاضی ظہور حسین اظہر مدظلہ اور جناب حافظ زاہد حسین شیرازی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضرت کے شایان شان ضخیم نمبر شائع کر کے حضرت کے خدام متوسلین اور برادران اہل سنت کے لئے ایک مشعل راہ متعین کر دی ہے۔ اتنا ضخیم ہونے کے باوجود جلد اور طباعت خوبصورت ہیں۔ اگر مقررات کو حذف کر دیا جائے تو ادارہ اور قارئین کی جیب پر پڑنے والا بوجھ بھی ہلکا ہو جائے۔ باب سوم شروع ہونے سے پہلے جو خطوط شائع کئے گئے ہیں اگر انہیں ختم کر دیا جائے یا چند ایک اکابرین تک محدود کر دیا جائے تو اس کی ضخامت میں فرق آ سکتا ہے۔ مجموعی طور پر بہترین کاوش ہے۔ اللہ پاک اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر آنے والی نسلوں کے لئے سنگ میل بنائیں۔

تذکرہ قطب عالم خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ: تالیف وترجمہ: جناب ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا:

صفحات: 254: قیمت:-/140 روپے: ناشر: جمعیت پبلی کیشنز پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور!

جناب ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا لائق ستائش ہیں کہ اللہ پاک نے انہیں اکابر صوفیائے کرام کے حالات زندگی کی ترتیب وتدوین کی توفیق نصیب فرمائی ہے۔ موصوف قبل ازیں کئی ایک کتابیں مرتب کر چکے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب مشہور صوفی بزرگ حضرت مولانا خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کے حالات پر مشتمل ہے۔ کتاب کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اول! حالات زندگی۔ دوم! ملفوظات وارشادات۔ سوم! مناقب ومراتب۔ جبکہ باب چہارم کتاب نورالعلوم کے اردو ترجمہ پر مشتمل ہے۔ اولیائے کرام کے حالات زندگی باعث موعظت وعبرت ہوتے ہیں اور ان کے

بقیہ: صفحہ 15

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

کتاب کا نام	جلد	تصنیف	قیمت
فتاویٰ ختم نبوت	جلد اول	مفتی سعید احمد جلالپوری	200/-
فتاویٰ ختم نبوت	جلد دوم	مفتی سعید احمد جلالپوری	200/-
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ		پروفیسر محمد الیاس برنی	150/-
مقدمہ قادیانی مذہب		پروفیسر محمد الیاس برنی	75/-
خاتم النبیین		حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ ترجمہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	70/-
تحفہ قادیانیت	جلد اول	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	150/-
تحفہ قادیانیت	جلد دوم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	150/-
تحفہ قادیانیت	جلد سوم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	150/-
تحفہ قادیانیت	جلد چہارم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	150/-
تحفہ قادیانیت	جلد پنجم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	150/-
تحفہ قادیانیت	جلد ششم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	150/-
احتساب قادیانیت	جلد اول	حضرت مولانا لال حسین اخترؒ	100/-
احتساب قادیانیت	جلد دوم	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد سوم	حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد چہارم	حضرت کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد پنجم	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ششم	قاضی سلیمان منصورپوریؒ، پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ہفتم	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد ہشتم	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد نہم	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد دہم	حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد یازدہم	جناب بابو پیر بخشؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد دوازدہم	جناب بابو پیر بخشؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد سیزدہم	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ	125/-
احتساب قادیانیت	جلد چہاردہم	علامہ نظام الدین بی اے	125/-
قومی تاریخی دستاویز		حضرت مولانا اللہ وسایا	100/-
آئینہ قادیانیت		حضرت مولانا اللہ وسایا	50/-
قادیانی شبہات کے جوابات	جلد اول	حضرت مولانا اللہ وسایا	50/-
قادیانی شبہات کے جوابات	جلد دوم	حضرت مولانا اللہ وسایا	100/-
رئیس قادیان		حضرت مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	100/-
سوانح مولانا تاج محمودؒ		صاحبزادہ طارق محمود	80/-
رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام		مولانا عبد اللطیف مسعود	100/-

نوٹ: تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/700، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/1400

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

نوٹ: ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

فتاویٰ ختم نبوت

جلد اول

☆......پاک و ہند میں متداول مطبوعہ انتیس فتاویٰ جات جو کہ قادیانی گروہ سے متعلق تھے ان سب کو اس جلد میں جمع کیا گیا ہے۔

☆......اس کی تبویب فقہی ترتیب کے مطابق کی گئی ہے۔

☆......کتاب العقائد 17 ابواب، کتاب الصلوٰۃ 2 ابواب، کتاب الجنائز 3 ابواب، کتاب الذبائح 2 ابواب، کتاب النکاح 3 ابواب، کتاب الحظر و الاباحۃ 1 باب پر مشتمل ہے۔

☆......اس کتاب میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث مکاتب فکر کے تمام مفتیان کے فتنہ قادیانیت سے متعلق تمام مطبوعہ فتاویٰ جات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

☆......قادیانی لاہوری عقائد، ظہور مہدی، خروج دجال، مسیح موعود کی پہچان، حیات مسیح علیہ السلام، رفع و نزول، ختم نبوت، قادیانی شبہات، قادیانی کلمات کفر و ارتداد، قادیانیوں کے وجوہ کفر و وجوہات کفر، ارتداد کی سزا، مرزائی اور تعمیر مسجد، قادیانی جنازہ، قادیانی مردہ، قادیانی وراثت، قادیانی نکاح، ثبوت نسب، گویا عہد سے لحد تک قادیانی فتنہ سے متعلق تمام احکامات کو ترتیب وار جمع کر دیا گیا ہے۔

☆......کتاب کا سائز 10x7.5 ہے، ساڑھے پانچ سو صفحات، کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، ٹائٹل چہار رنگا تمام تر خوبیوں کے باوجود کتاب کی رعایتی قیمت ڈیڑھ صد روپے علاوہ ڈاک خرچ ہے۔

ملنے کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان

فون:۵۱۴۱۲۲ فیکس:۵۴۲۲۷۷

MONTHLY *LAULAK* MULTAN REGD. NO. M-108

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

عظیم الشان

دو روزہ 24 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

29 30 ستمبر 2005 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

مسلم کالونی چناب نگر

کانفرنس کے چند عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختم نبوت
- حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہؓ و اہل بیت
- اتحاد امت
- قادیانیت اور اسلام
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی
- رد قادیانیت اور جہاد

جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین
دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

زیر سرپرستی

شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

سالانہ رد قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۷ شعبان تا ۲۸ شعبان منعقد ہوگا (انشاء اللہ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مسلم کالونی چناب نگر

رابطہ
04624-212611
061 - 514122

قیمت فی شمارہ /10 روپے

قیمت سالانہ /100 روپے